



2020

REFUTATION OF ILYAS GHUMMAN
**WAS ABDUL SAMEE
RAMPURI A BARELVI?**

COMPILED BY
KABEER AHMED SHAIK



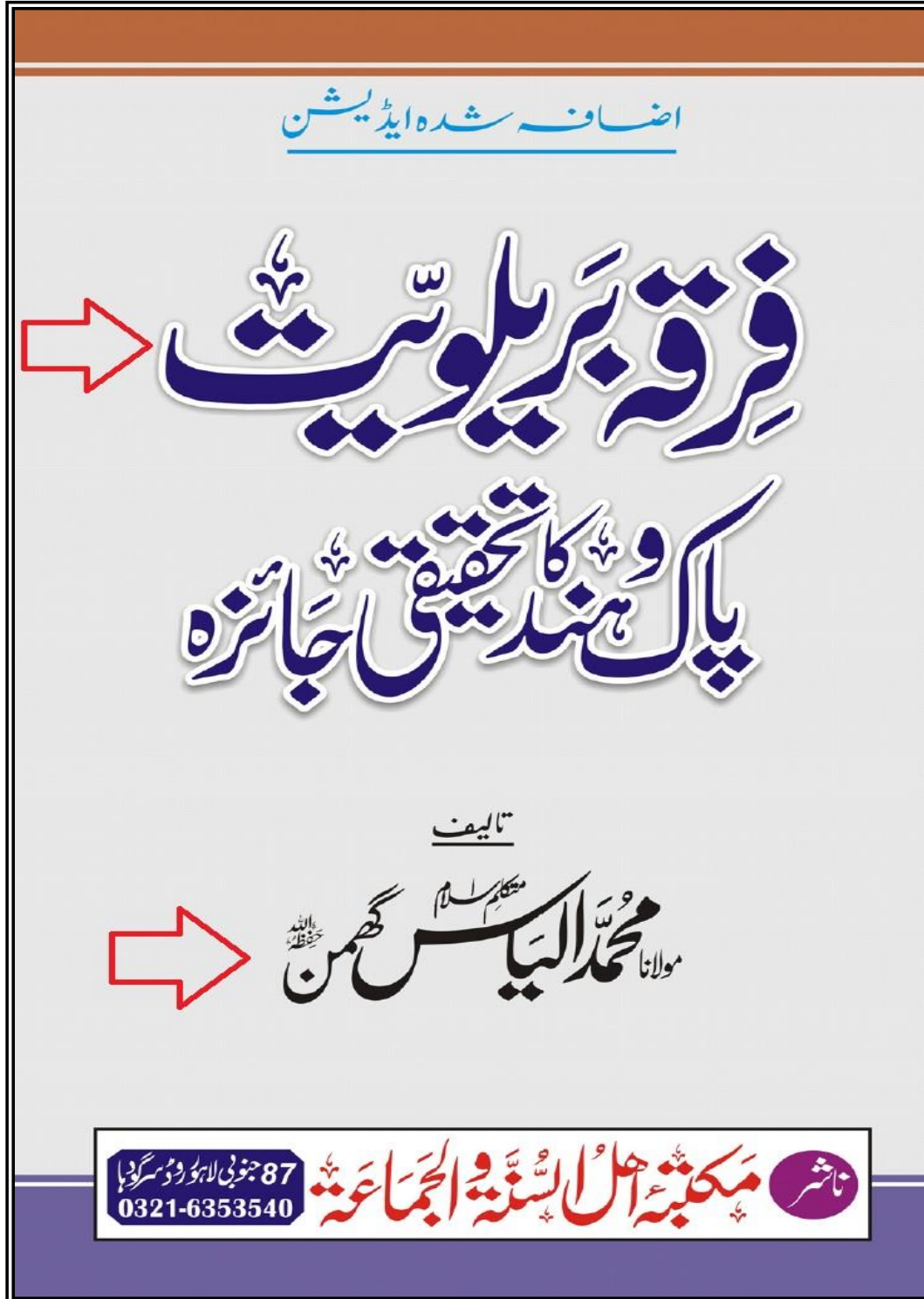
REFUTATION OF MAULANA ILYAS GHUMMAN'S OBJECTION ON ABDUL SAMEE RAMPURI (Objection No. 1)

نحمدہ و نصلى و نسلم على رسولہ الکریم و علی الہ و صحبہ و حزبہ اجمعین
”انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ“ علامہ مولانا حافظ محمد عبد السمیع بے دل رام پوری (سہارن پوری) علمائے ہند میں بڑے
باعظمت عالم دین گزرے ہیں۔ حق آگاہ حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمہ کے خلفا و مریدین میں بھی بلند مقام کے حامل
تھے، لیکن چون کہ اہل حق ہمیشہ مظلوم رہے ہیں آپ بھی اسی مظلومیت کا شکار ہو گئے کہ ”انوارِ ساطعہ“ جیسی جلیل القدر عظیم الشان اور

Compiled By:

Kabeer Ahmed Shaik

A prominent Pakistani scholar from deoband sect has written a book named “**Firqa Barelviat Pak O Hind Ka Teheqeeqi Jaiza**”. In this book he has written uncountable lies and wrong narrations against Imam Ahmad Raza Radiallahu Anhu. In Shaa Allah in this small paper, I would like to expose only one objection with supporting documents for better understanding and your further research.



Objection:

Ilyas Ghumman sahab is presenting some passages from “Anwar-e-satiya” regarding Meelad Un Nabi ﷺ and claiming that “Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi was from barelvi Maslak”. This is a universal lie from Ilyas Ghumman sahab. Ulama knows about the background of “Anwar-e-satiya” and its author Allama Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi. Still Ilyas Ghumman sahab believe that, his lie will not be caught up by anybody. Allahu Akbar.

Refer the fraudulent of Ilyas Ghumman in page No. 452

فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ { 452 }

واجب ہے۔ قارئین آپ نے بریلوی علماء کے میلاد اور قیام میلاد کے متعلق حوالہ جات ملاحظہ فرمائے۔ اب ہم اس کی اصل حقیقت کو واضح کرتے ہیں۔

مجلس میلاد کا بانی:

یہ بدعت 604ھ میں موصل کے شہر میں مظفر الدین کوکری بل ار بل المتوفی 630ھ کے حکم سے ایجاد ہوئی جو ایک مسرف اور دین سے بے پروا بادشاہ تھا۔

Is the author of Anwar-e-satiya a barelvi?

(دیکھیے ابن خلکان وغیرہ)

بریلوی مسلک کے عالم مولانا عبد السمیع لکھتے ہیں:

جس وقت ملک ابو سعید مظفر نے محفل مولد شریف کا سامان کیا اور مفتیان دین میں اس مسئلہ کا 604ھ میں اعلان کیا۔

(انوار ساطعہ ص 324، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور)

مولانا عبد السمیع صاحب مزید لکھتے ہیں:

لیکن یہ سامان فرحت و سرور کرنا اور اس کو بھی مخصوص شہر ربیع الاول کے ساتھ اور اس میں خاص وہی بار ہواں دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں اور اول یہ عمل ربیع الاول میں کرنا تخصیص اور تعین کے ساتھ شہر موصل میں ہوا کہ ایک شہر ہے ملک عراق میں۔

(انوار ساطعہ ص 267)

مولانا عبد السمیع صاحب لکھتے ہیں:

اور بادشاہوں میں اول بادشاہ ابو سعید مظفر نے مولد شریف تخصیص و تعین

Answer:

In this booklet, we are not going to discuss anything about meelad un nabi ﷺ since it is a different subject. Here we will be exposing the lie of Ilyas Ghummna Sahab that, Allama Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi was not from barelvi Maslak but he was one of the khulafas of Haji Imdadullah Muhajir Makki Rahmathullah Alaihi who was the teacher of prominent deobandi founders such as Rasheed Ahmed Gangohi, Ashraf Ali Thanvi, Qasim Nanotawi and many others. It is very strange to see here that, Ilyas Ghummman Sahab is labeling Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi as a barelvi because he was defending the creed of ahlus sunnah wajamath practices such as meelad, fateha, urs etc.,

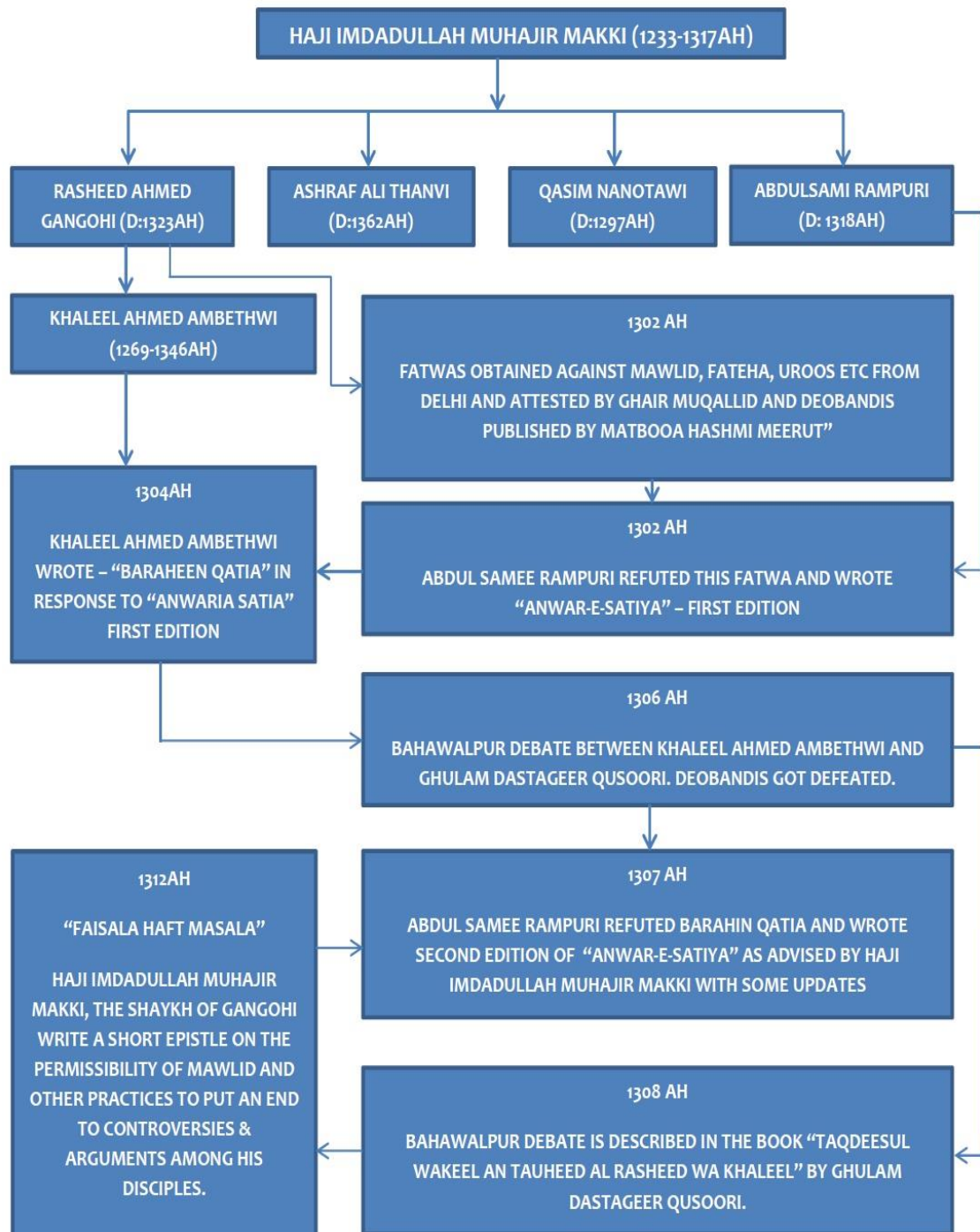
From this tactic of Ilyas Ghumman it is clear that, they will label anybody as barelvis who possess the belief of ahlus sunnah or creed against these corrupted deobandis. In this booklet we shall describe the following for your further research works.

1. Abdul Sami Rampuri Rahmathullah Alaihi was a khalifa of Haji Imdadullah Rahmathullah Alaihi and not a barelvi.
2. Reason for authoring the book "Anwar-e-satiya".
3. Reasons for second edition of "Anwar-e-satiya".
4. Blasphemies of Khaleel Ahmed Saharanpuri in his book "Baraheen-E-Qatia".
5. Bahawalpur debate between Khaleel Ahmed Saharanpuri & Allama Ghulam Dastageer Qusoori Rahmathullah Alaihi.
6. Background of the book "Taqdeesul Wakeel An Tauheen Al Rasheed Wa Khaleel".
7. Role of Haji Imdadullah Muhajir Makki Rahmathullah Alaihi in these issues among his own disciples.
8. Background of "Faisla Haft Mas'ala" booklet.
9. Response of deobandis to their teacher work "Faisla Haft Mas'ala".

Requesting the readers to go through all the books referred here for more details. In any case the statement of Ilyas Ghumman cannot be proved by any deobandi because it is a white and clear universal lie.

Refer the chart in the next page which contains important khulafas of Haji Imdadullah Muhajir Makki Rahmathullah Alaihi and also we have included few books here which are related to expose the above lie. Kindly note down all the details.

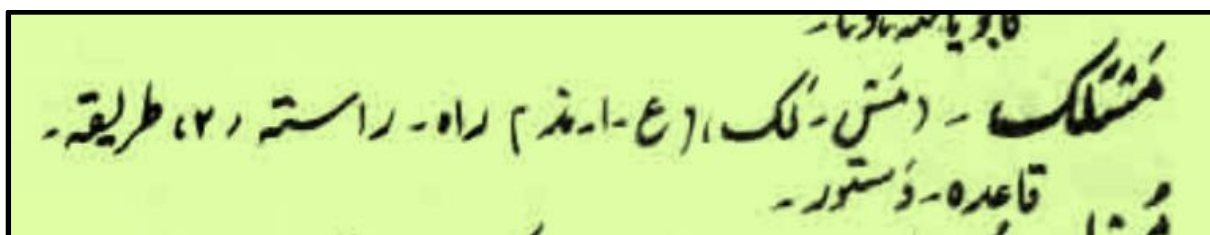
KHALIFAS OF HAJI IMDADULLAH MUHAJIR MAKKI **RAHMATHULLAH ALAIHI**



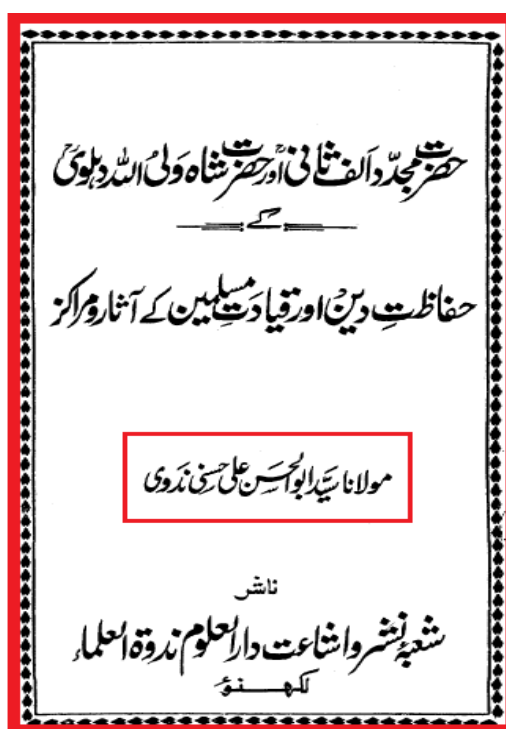
What is a Maslak Means?

Prior to any discussion, I would like to clarify briefly about the usage of the word “Maslak”. Few deobandis always making objections when we say “Maslak-e-alahazrath” and says barelvis are making a new sect by saying like this. This shows their illiteracy and hypocrisy at its maximum level.

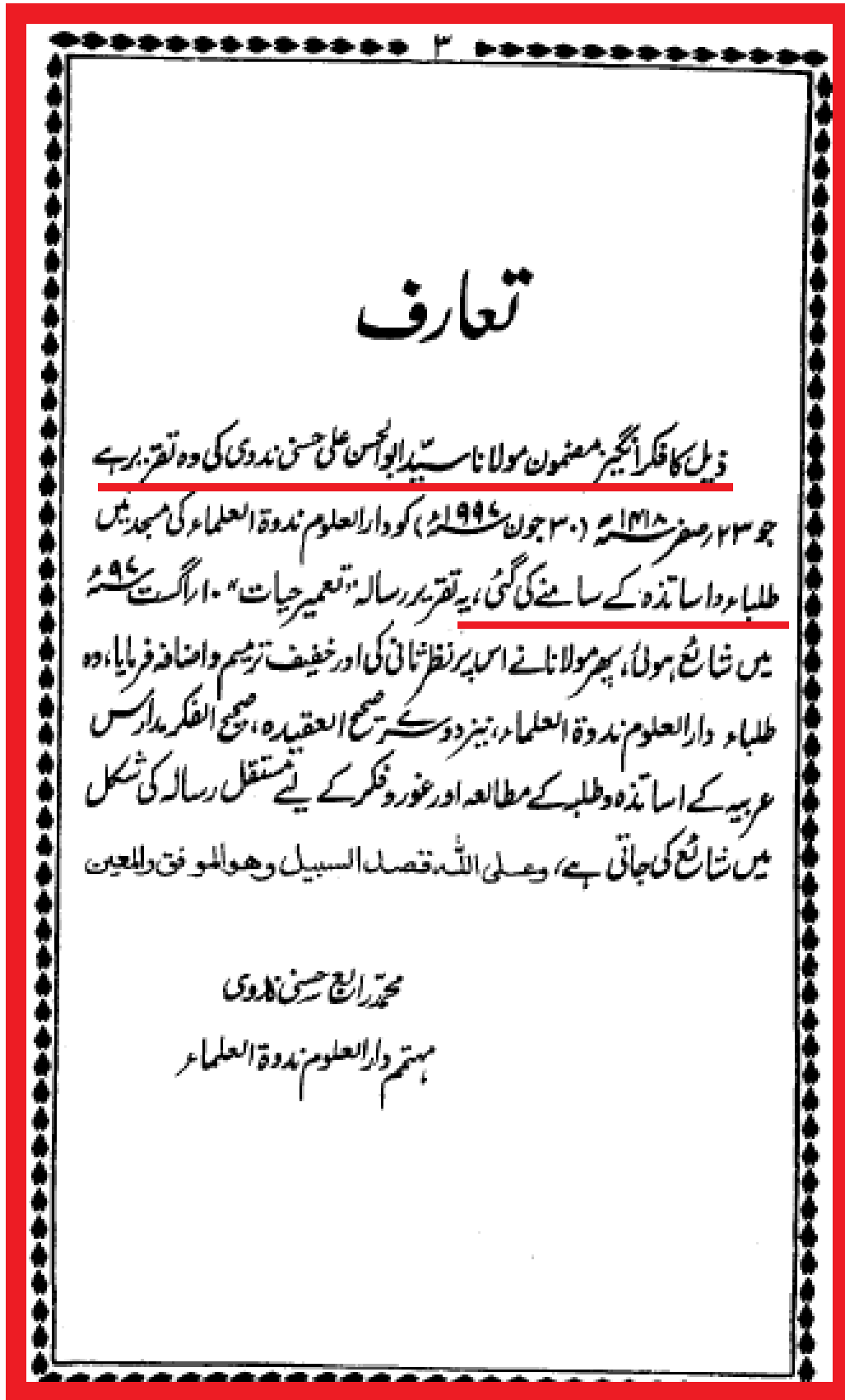
Normally the word Maslak refers to a way, path, point of view followed by someone etc., refer the meaning from Ferozul-lughat.



Maslak-e-alahazrath is nothing but Maslak-e-ahle sunnath. Because alahazrat was strictly following the same creed of ahlu sunnah wajamath. Still some deobandis are confused and objection for using this word. Let me give response from their home now. Refer the below book in which the lecture of Abul Hasan Ali Nadvi deobandi is recorded which was delivered in Darul Uloom Nadwatul Ulama Masjid in the year of 1997. The word Maslak is clearly defined here and I hope this will be helpful for deobandis now.



Here you can see the details of the lecture venue and year.



In this page, at the end of lecture Abdul Hasan Ali Nadvi sahab is clearly describing the meaning of the word Maslak. He says "At the end all you have to follow Imam Rabbani Rahmathullah Alaihi & Shah Oliullah Rahmathullah Alaihi Maslak, their teachings, their though of work etc and also you have think that happiness is only in following this".

معیار ہیں۔

۶

اس دارالعلوم کے اہل بانی دو شخصیتیں ہیں ایک مجدد الف ثانی دوسرے
حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ۔

یہی دو اس کے روح رواں اس کے رہبر اور معیار ہیں، اس کی علمی اور فکری
ارتقاء کا معیار بھی یہی دونوں ہیں۔

Page No. 06

۲۱

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہاں سے صحیح الفکر بنا کر کامل
مدرس اور پختہ کا مصنف اور مبصر بنا کر اور داعی بنا کر نکالے، اور جو فتنے اٹھ
رہے ہیں جیسے قادیانیت، الحاد و دہریت، اور روشن خیالی کے فتنے کہ دین پر
کھلی تنقید کرتے ہیں، اور کفر و ایمان اور حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے، ان سب
فتنوں کا آپ کو مقابلہ کرنا ہے۔ آخری بات یہ ہے کہ آپ سب کو حضرت مجدد
الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مسلک، ان کے مکتب خیال اور
مدرسہ فکر، پہنچانا ہے، اور اسی میں اپنی سعادت سمجھنا چاہیے۔

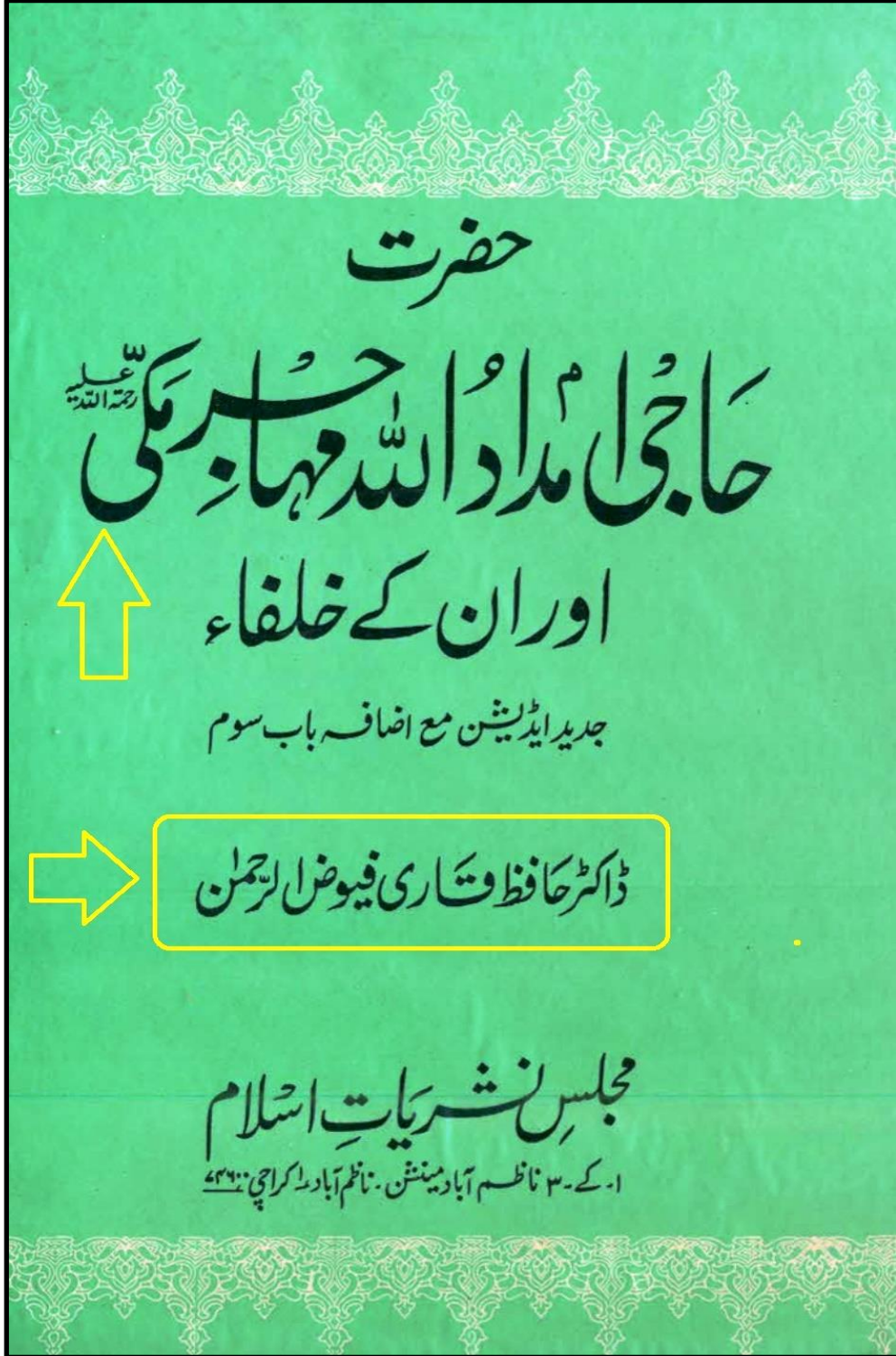
واللہ اعلم بالصواب

Page No. 21

Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi was a Khalifa of Haji Imdadullah Muhajir Makki Rahmathullah Alaihi:

The attached book is self-explanatory.

Haji Imdadullah Aur Unkey Khulafa



Haji Imdadullah Aur Unkey Khulafa

۱۶

دو بزرگوں کی کوششیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، حاجی صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ نصف صدی سے زیادہ انہوں نے ایک پرانے قصبہ کی ایک گنہ مسجد کے گوشہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کی زندگی کے مختلف گوشوں میں اصلاح کا کام کیا۔ لیکن مولانا تھانویؒ کی تحریک میں عہد وسعت اور گرائی پیدا ہو سکی، جو مولانا محمد الیاسؒ کی دینی تحریک کو حاصل ہوئی۔

مولانا محمد الیاسؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے مرید تھے، جو دینی بصیرت اور جذبات اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا تھا، اس کی مثال اس عہد میں مشکل سے ملے گی۔ گزشتہ صدی میں کسی بزرگ نے انہیں سختی سلسلہ کے اصلاحی اصولوں کو اس طرح جذب نہیں کیا جس طرح مولانا محمد الیاسؒ نے کیا تھا۔

۲۔ انیسویں صدی کی تیسری اہم تحریک آزادی وطن کی تھی۔ اس سلسلہ میں خود حاجی صاحب اور ان کے منسلکین نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ ہندوستان کی تاریخ میں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ غدر کے زمانہ میں تھانہ بھون کا انتظام حاجی صاحبؒ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا اور خود دیوانی اور فوجداری کے مقدمات فیصلہ فرماتے تھے۔ آزادی وطن کے جس جذبے نے حاجی صاحبؒ کے قلب و جگر کو گرمایا تھا وہ شیخ الہند مولانا محمد حنیفؒ کے پہلو میں ایک شعلہ بن گیا تھا۔ وہ اور ان کے رفقاء اور تلامذہ نے ہندوستان سے انگریزی حکومت کا اقتدار ختم کرنے کے لئے جن مصائب کا سامنا کیا، تاریخ ہند کا کوئی دیا تدار مورخ ان کو بھلا نہ سکے گا۔ ۱۷

امداد صابری لکھتے ہیں :

مدحضرتہ امداد اللہ صاحبؒ کو آج بھی علمائے کرام کا ہر طبقہ جانتا ہے اور ان سے عقیدت رکھتا ہے۔ حاجی صاحبؒ نے ہر زمانے میں ہر خیال کے عالم سے فیوض روحانی کا سکہ منوالیا تھا۔ ہندوستان

۱۷۔ علامہ خلیق احمد نظامی و تاریخ مشائخ چشت : لاہور، بلا تاریخ ۱۳۳۱ھ/۱۳۳۲ھ

Haji Imdadullah Aur Unkey Khulafa

۱۸

کا ہوا عرب ممالک کا ہوا تقریباً اس دور میں ہر مستند عالم آپ کا مرید تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی، حضرت مولانا محمود حسن، حضرت مولانا محمد افضل صاحب بخاری کبر آبادی، حضرت مولانا کرامت اللہ صاحب دہلوی، حضرت مولانا شمس الدین دہلوی، حضرت مولانا سید امیر حمزہ، حضرت مولانا محبوب الدین مکی، مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی، مولانا عبدالحق رامپوری بلال، مولانا احمد حسن کانپوری وغیرہ آپ کے مریدوں میں شمار کئے جاتے تھے۔

حضرت مشاق احمد انیسٹوٹی لکھتے ہیں:

”حضرت حاجی داماد اللہ مہاجر مکی، صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بے شمار ہر دیار و امصار میں ہیں۔ متاخرین چشتیہ صابریہ میں (باوجود قیام مکہ معظمہ کے) وہاں حاضر ہو کر شہرت کا ہونا نادر ہے، حضرت ممدوح کے برابر مشائخ میں سے کسی کو اس درجہ شہرت نہیں ہوئی۔ منجملہ آپ کے خلفاء کے حضرت بقیۃ السلف حجتہ الخلف مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی مستم علما اور صلحا گزرے ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بھی آجکل بزرگ اور عالم باعمل مانے جاتے ہیں جیسے حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند اور حضرت مولانا فیصل احمد انیسٹوٹی صدر مدرس مظاہر علوم، حضرت مولانا عبدالرحیم رامپوری، حضرت مولانا صدیق احمد صاحب انیسٹوٹی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم مسعود احمد صاحب خاص گنگوہ میں مولانا کے جانشین اور اوقات کے پابند ہیں۔ راقم الحروف ان سے مل کر خوش ہوتا ہے اور جس طرح حضرت مولانا رشید احمد صاحب اس عاجز کے ساتھ نوازش و کرم سے پیش آتے تھے، اسی طرح حکیم صاحب کمال شفقت و محبت سے پیش آتے ہیں۔ یہ حضرات



لے امداد صابری: تذکرہ شعرائے حجاز اردو: دہلی - ۱۳۳۱ھ - ۱۳۵۱ھ

Haji Imdadullah Aur Unkey Khulafa

۲۶

<div style="border: 1px solid red; padding: 5px; display: inline-block;"> <p>حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکیؒ اور ان کے خلفاء</p> </div>	
۱- مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۲- مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
۳- مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ	۴- مولانا اشرف علی تھانویؒ
۵- مولانا احمد حسن امروہویؒ	۶- مولانا محی الدین خاطرؒ
۷- مولانا جلیل احمدؒ	۸- مولانا حاجی سید محمد عابد دیوبندی
۹- مولانا منظور احمدؒ	۱۰- مولانا نور محمدؒ
۱۱- مولانا عبد الواحد بنگالیؒ	۱۲- مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ
۱۳- مولانا محمود حسن شیخ الہندؒ	۱۴- مولانا محمد افضل بخاری اکبر آبادیؒ
۱۵- مولانا کریمت اللہ دہلویؒ	۱۶- مولانا اشرف الحق دہلوی
۱۶- مولانا سید امیر حمزہؒ	۱۸- مولانا محبوب الدین مکیؒ
۱۹- مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادیؒ	۲۰- مولانا عبد السمیع رامپوری بیدلؒ
۲۱- مولانا احمد حسن کانپوریؒ	۲۲- مولانا عبد اللہ انصاری ابنیٹویؒ
۲۳- مولانا حافظ عبد الرحمن امروہویؒ	۲۴- مولانا فدا حسین درہنگویؒ
۲۵- مولانا سید ابوالقاسم بنسوی فچپوریؒ	۲۶- مولانا حیدر حسن ٹونکیؒ
۲۷- مولانا انوار اللہ حیدر آبادیؒ	۲۸- مولانا سید پیر نر علی شاہ گولڑویؒ
۲۹- مولانا قاضی محمد اسماعیل منگلوریؒ	
۳۰- مولانا فتح محمد تھانویؒ	۳۱- مولانا قادر بخش سسرئیؒ
۳۲- مولانا شفیع الدین ٹکینوویؒ	۳۳- مولانا حافظ محمد یوسف تھانویؒ
۳۴- مولانا محمد ابراہیم اجرڈیؒ	۳۵- حافظ محمد سعد اللہ ہزارویؒ
۳۶- مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواریؒ	۳۷- مولانا حکیم محمد صدیق قاسمی مراد آبادیؒ

Background of Anwar-e-satiya first edition (1302AH):

To understand all these controversies, it is very much required to know the basic issue which was ignited in the year of 1302AH. In this year two fatwas from delhi were issued against common practices of sunnis such as meelad, fateha, urs etc., which was published by “Matbua Hashmi Meerut” with the name “Fatwa Mawlid o Uroos” & “Fatwa Meelad Shareef”. In both these fatwas it was mentioned that it is not permissible to conduct any such events mentioned above. For more details you can refer the Anwar-e-satiya which we have attached here.

These fatwas were attested by ghair muqallideen along with prominent deobandis like Rasheed Ahmed Gangohi & Mahmood Hasan. During this issue Allama Haji Imdadullah Muhajir Makki Rahmatahullah Alaihi was not in India because he was already departed to Makkah in the year of 1276AH. This horrible situation was not under control and all people got confused and seeking some clarifications from ulama ahlus sunnah in this regard.

At this time people approached Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi who was a khalifa of Haji Imdadullah Muhajir Makki Rahmatahullah Alaihi. The people requested him to clarify the stance of ahlussunnah wajamath creed in these practices. He lifted his pen and wrote a historical book named “Anwar-e-satiya” first edition in the year of 1302AH. He provided number of references in the light of quran and hadith to defend the mentioned practices.

Background of Baraheen-e-qatiyah (1304AH):

When the book “Anwar-e-satiya” reached deobandis they cannot able to digest. Hence Khaleel Ahmed Ambethwi came in to the picture and refuted the work “Anwar-e-satiya” and he wrote another book named “Baraheen-e-qatiyah” in the year of 1304AH. In this book he made a number of blasphemy statements against our beloved prophet ﷺ. I have attached only 3 such blasphemies in this booklet for your research works.

Bahawalpur Debate (1306AH):

This debate has a vital role in the history of Indo-pak subcontinent. Because the works of “Baraheen-e-qatiyah” was not acceptable to ahlus sunnah. Once the book reached Allama Ghulam Dastageer Qusoori Rahmathullah Alaihi who was a friend of Khaleel Ahmed Saharanpuri he cannot able to accept the works of his friend. So he

met Khaleel Ahmed Saharanpuri and advised him. But Khaleel Ahmed Saharanpuri was not in a position to accept his blasphemies and he was very strict in his stance. When this discussion was not found fruitful, Allama Ghulam Dastageer Rahmathullah Alaihi invited him for a public debate so that common public should be aware of these on-going issues. This historical debate was held in the year of 1306AH at Bahawalpur under the supervision of Nawab of Bahawalpur. Khaleel Ahmed Saharanpuri was defeated in this debate very badly.

Background of “Taqdeesul Wakeel An Tauheen Al Rasheed Wa Khaleel”(1308AH):

After this debate the entire discussion was recorded in this book to convey the message to the world about the corruptions of deobandi elder scholars. The fact is that, till today the deobandis are strictly following the teachings of gangohi and ambethwi in this subjects and they don't ever consider Haji Imdadullah Muhajir Makki Rahmathullah Alaihi. There are hundreds of books can be presented for this particular stance of deobandis.

Background of Anwar-e-satya second edition (1307AH) & Role of Haji Imdadullah Muhajir Makki:

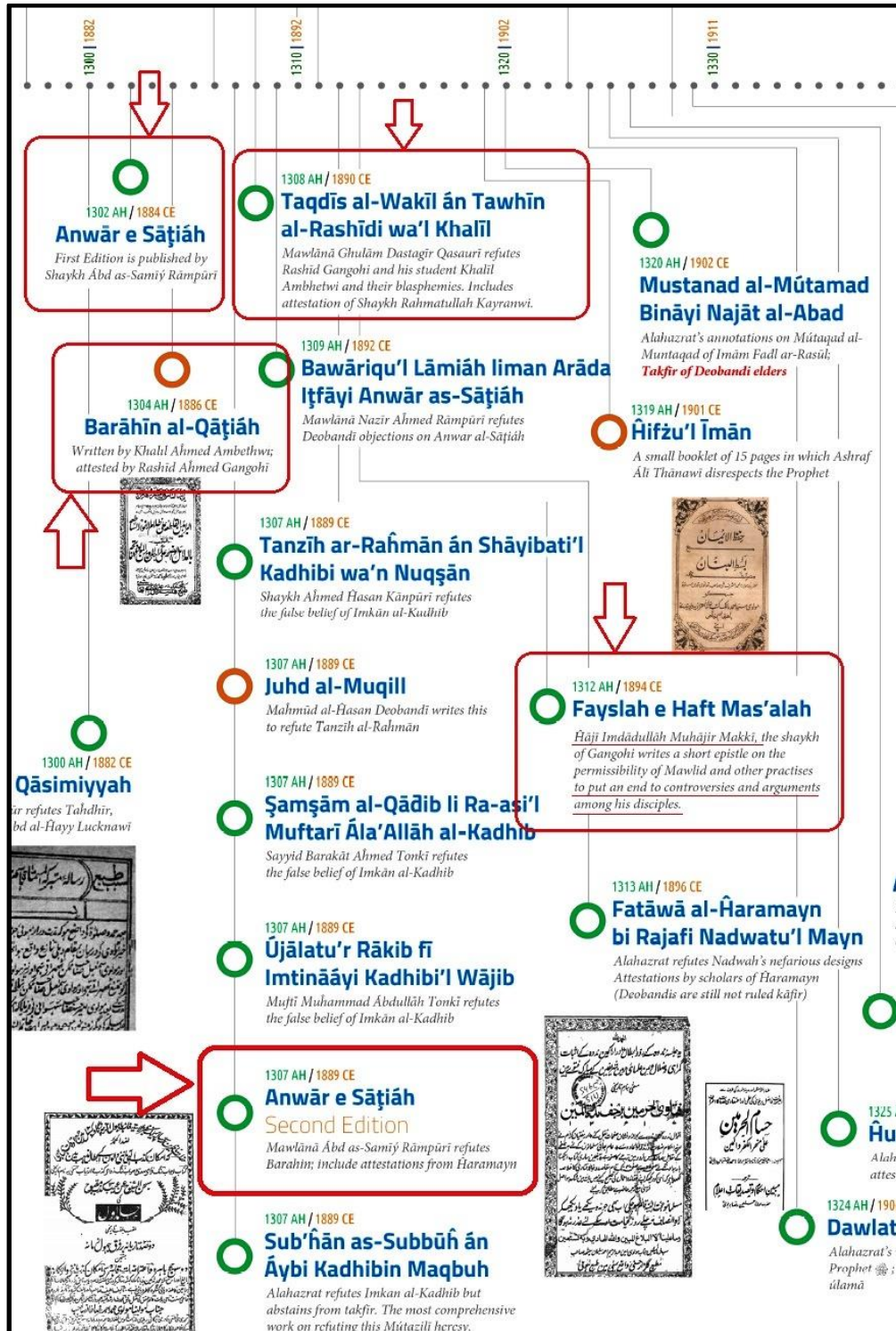
Still the situation was not peaceful. The arguments between Haji Imdadullah Muhajir Makkir Rahmathullah Alaihi's own disciples not coming to a conclusion. So shaykh sahab (Haji Imdadullah) advised Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi to re-establish the work “Anwar-e-satiya” with some suggestions. Finally the second edition of “Anwar-e-satiya” was published in the year of 1307AH. This book was attested by prominent ulama of that time including Imam Ahmed Rida Rahmathullah Alaihi. You can see all those details in the coming screen shots.

Background of “Faisla Haft Mas’ala” (1312AH):

Gangohi and Khaleel Ahmed Saharanpuri was not accepting the advice of their shaykh haji imdadullah and in other side Ghulam Dastageer Qusoori & Abdul Samee Rampuri are refuting works of Gangohi and khaleel ahmed sanaranpuri. Hence the situation was disaster with his own disciples. So Haji Imdadullah Rahmathullah Alaihi wrote a short epistle on the permissibility of mawlid and other practices to put an end to controversies and arguments among his disciples. The name of that book was “Faisla Haft Mas’ala”. In this book haji sahab has concluded the subject matter very clearly. But till today deobandis are not accepting these works in practice. Instead of

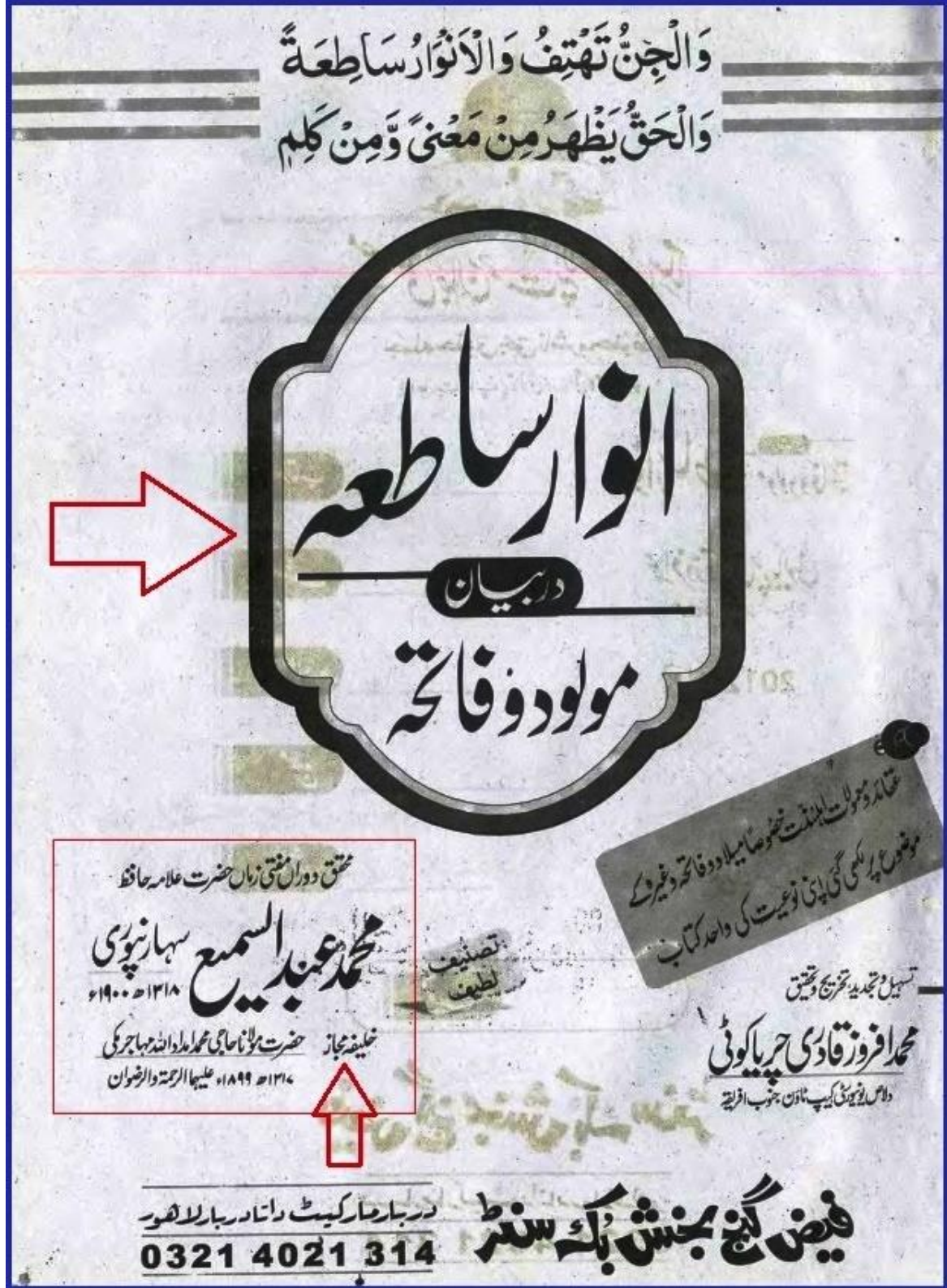
accepting the work they label anybody as barelvi who practice these activities including Abdul Samee Rampuri who was a khalifa of haji sahab. Refer the timeline given below for basic idea of the subject. This timeline can be downloaded from the below link:

<http://www.ridawipress.org/wp-content/uploads/sunni-devbandi-timeline-lowres.pdf>



Anwar-e-satiya

All above discussions can be found in the upcoming books scan pages. Kindly read all the pages carefully.



Anwar-e-satiya

Attestations of Anwar-e-satiya can be found here.

9

انوار ساطعہ

تقریب

تقریب

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی الہ و صحبہ و حزبہ اجمعین

”انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ“ علامہ مولانا حافظ محمد عبد السمیع بے دل رام پوری (سہارن پوری) علمائے ہند میں بڑے با عظمت عالم دین گزرے ہیں۔ حق آگاہ حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمہ کے خلفا و مریدین میں بھی بلند مقام کے حامل تھے، لیکن چون کہ اہل حق ہمیشہ مظلوم رہے ہیں آپ بھی اسی مظلومیت کا شکار ہو گئے کہ ”انوار ساطعہ“ جیسی جلیل القدر عظیم الشان اور علمی و تحقیقی کتاب کے مصنف ہونے کے باوجود آپ کا قرار واقعی تعارف نہ ہو سکا، نہ ہی آپ کی یہ کتاب مستطاب خاطر خواہ اشاعت پذیر ہو سکی، جب کہ کتاب کا موضوع ایسا ہے کہ اس کو بار بار اور خوب چھینا چاہیے تھا شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ کتاب خالص علمی مباحث پر مشتمل ہے اور کہیں کہیں ایسی فی بحش بھی ہیں جن کا سمجھنا عام لوگوں کے بس کی بات نہیں۔ ہاں کتاب واقعات میلاد پر ہوتی تو خوب چلتی اور بار بار چھپتی، جیسا کہ اسی عہد کی لکھی ہوئی ایک کتاب ”میلاد اکبر“ مصنفہ مولوی اکبر علی وارثی میرٹھی کا حال ہے کہ تاحال اس کے کتنے ایڈیشن نکلے اس کو جاننا بھی ایک امر دشوار ہے۔

میرے علم میں تقریباً 60 سال سے یہ کتاب مارکیٹ سے غائب ہے۔ تقسیم ہند سے قبل حضرت صدر الافاضل مولانا شاہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ صاحب تفسیر خزان العرفان نے اپنے مطبع نعیمی مراد آباد سے اسے شائع کیا تھا جو نسخہ میرے پیش نظر ہے اس کا نہ ٹائٹل ہے نہ ہی اس پر کوئی تاریخ اشاعت۔ کتاب پورے 300 صفحات پر مشتمل ہے اور سائز متوسط سے کچھ بڑا ہے جو اس وقت کا مقبول عام سائز ہے۔

کتاب کیا ہے زرد جو اہر سے پڑ ہے ایسے ایسے علمی نکات اس میں آفتاب کی طرح روشن اور انگوٹھی کے گمبنے کی طرح جڑے ہوئے ہیں کہ پڑھتے ہی ذہن و دماغ کی گڑبہیں کھل جائیں۔ اور دل بینا کی روشنی بڑھ جائے۔ وقت کے ایسے ایسے اکابر و اساطین کی تصدیقات و تقریظات اس پر ثبت ہیں کہ جن میں ہر ایک عظمت کا مینار کہے جانے کے لائق ہے۔ ذرا ایک نظر ان کے ناموں پر تو ڈال لیں

ابوالحسنات مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی	(۱۳۰۴ھ)
مولانا فیض الحسن سہارن پوری	(۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء)
پایہ حریم حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر کی	(۱۳۰۸ھ)
مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری	(۱۳۱۱ھ)
مولانا غلام دستگیر قصوری	(۱۳۱۵ھ)
حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی	(۱۳۱۷ھ)

Anwar-e-satiya

انوارِ ساطعہ

10

تقریب

(۱۳۱۹ھ)	تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی
(۱۳۲۲ھ/۱۹۰۳ء)	مولانا وکیل احمد خفی سکندر پوری
(۱۳۲۷ھ)	مولانا محمد فاروق عباسی چریا کوٹی
(۱۳۳۳ھ/۱۹۱۶ء)	مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی
(۱۳۳۵ھ)	مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی صاحب تفسیر حقانی
(۱۳۴۰ھ)	مولانا محمد عبد المجید فرنگی محلی لکھنؤی
(۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی →

یہ سب چودھویں صدی کے وہ اساطین و اکابر ہیں جن پر اعتماد کرنا ہمارے لیے باعث سعادت ہے، اور جن سے انحراف یقیناً گمراہی کا پیش خیمہ۔

ضرورت ہے کہ اس کتاب کو گھر گھر پہنچایا جائے، اس پر عمل کیا جائے، اور اس کے دلائل کو ذہنوں میں بٹھایا جائے تاکہ کوئی ہمیں راہ مستقیم سے ہٹانہ سکے۔

زیر نظر کتاب ”انوارِ ساطعہ“ کے ۲ ایڈیشن حال ہی میں طلبہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اور الجمع الاسلامی کی طرف سے شائع ہوئے اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ اب یہ تیسرا ایڈیشن فاضل جوان عزیز گرامی قدر مولانا محمد افروز قادری چریا کوٹی زید مجدہ کی تخریج و تحقیق اور تسہیل و تجدید کے ساتھ منظر عام پر لایا گیا ہے جو سابقہ تمام نسخوں سے زیادہ اہمیت و افادیت کا حامل ہے۔ تخریج میں مولانا نے جو محنت کی ہے وہ ہر مطالعہ کرنے والے پر عیاں ہے۔ احادیث اور فقہی عبارات کی تخریج کو بآسانی عمل میں آگئی ہے البتہ بعض دیگر کتب و رسائل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تخریج کی گرفت سے رہ گئے ہیں۔ شاید آئندہ ان کتابوں کی دستیابی کے بعد یہ کام بھی پایہ تکمیل تک پہنچے گا انشاء اللہ تعالیٰ مولانا تعالیٰ موصوف کی مساعی جلیلہ کو مشکور فرمائے اور انھیں مزید اس قسم کے علمی و دینی کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ و علیٰ آلہ اکرم الصلوٰۃ والسلام۔

محمد عبدالمبین نعمانی قادری ←

دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ، منو (یوپی)

۴ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ - ۱۳ مارچ ۲۰۰۸ء

Anwar-e-satiya

List of khulafa of haji sahab can be found here in this you can find the name of abdul samee rampuri Rahmathullah Alaihi. This shows he was not a barelvi.

30

انوار ساطعہ

تقدیم نفس

کے افکار و نظریات اور عقائد و معمولات وہی تھے جو علماء و مشائخ اہل سنت کے افکار و عقائد اور نظریات و معمولات ہیں۔ (۱)

آپ کے مریدین و خلفاء میں درج ذیل حضرات مشہور ہیں: (۱) استاذ العلماء مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی (م ۱۳۳۴ھ) (۲) استاذ زمن مولانا احمد حسن کانپوری (م ۱۳۳۲ھ) (۳) حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی (م ۱۳۳۲ھ) (۴) مولانا عبد الباقی رام پوری سہارن پوری مصنف انوار ساطعہ (م ۱۳۱۸ھ) (۵) مولانا محمد انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی (م ۱۳۳۶ھ) مصنف انوار احمدی (در بیان میلاد النبی) (۶) مولوی محمد قاسم نانوتوی (م ۱۲۹۷ھ) (۷) مولوی رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۳۲ھ) (۸) مولوی اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) (۹) مولوی محمد یعقوب نانوتوی (م ۱۳۰۲ھ)۔ (۲)

یہ کل اٹھارہ علمائے کرام و مشائخ عظام ہیں جن کے حالات میں نے یہاں درج کیے جب کہ درج ذیل سات علمائے کرام نے بھی انوار ساطعہ کی تائید و تصدیق کی ہے

(۱) مولانا محمد اعجاز حسین رام پوری۔ (۲) مولانا محمد ابوالبرکات غازی پوری۔ (۳) مولانا سعید الدین رام پور ضلع سہارن پور۔ (۴) مولانا محمد عبدالغفور بلندہ ضلع فتح پور ہنسوہ۔ (۵) مولانا محمد عبدالحق سہارن پوری (رژکی)۔ (۶) مولانا ابو محمد صادق علی مداح، میرٹھ۔ (۷) مولانا محمد عبداللہ صدر المدرسین مدرسہ اکبر آباد آگرہ۔

لیکن تلاش بسیار کے باوجود مجھے ان کے حالات دستیاب نہ ہو سکے۔ لعل اللہ يحدث بعد ذلک امرا۔

انوار ساطعہ کی زبان اپنے دور کے لحاظ سے بہت عمدہ، سلیس اور فصیح و بلیغ ہے، مگر ماہرین لسانیات کے نزدیک یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر بیس پچیس سال کے بعد لاشعوری طور پر زبان میں کچھ نہ کچھ تبدیلیاں ضرور رونما ہوتی ہیں، کچھ قدیم الفاظ کو دیس نکالا ملتا ہے اور ان کی جگہ جدید الفاظ کو شہریت ملتی ہے۔ یہ تبدیلی مفردات میں بھی ہوتی ہے اور مرکبات میں بھی۔ انوار ساطعہ کا زیر نظر نسخہ ۱۳۰۷ھ کی تصنیف ہے اس لحاظ سے اس کی زبان و بیان ممکنہ لسانی تبدیلیوں کے کئی ادوار سے گزر چکی ہے۔ اب بہت سے وہ الفاظ و مفردات جو اس زمانے میں فصیح و بلیغ سمجھے جاتے تھے اس دور کے لحاظ سے فصاحت و بلاغت کا جامہ اُتار چکے ہیں الفاظ کی نشست و برخاست استعمال میں تقدم و تاخر اور الفاظ کے زیر و بم میں بھی گونا گوں تبدیلیاں آچکی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اس سے اس زبان کے لسانی پایہ اور ادبی قیمت میں کمی نہیں آئی، کیوں کہ ہر تحریر کی ادبی قدر و قیمت اس کے دور کے ادبی و لسانی معیار کے مطابق ہوتی ہے، مگر زمانہ کی تبدیلی سے بعد کے ادوار کے قارئین تک معنی و مفہوم کی ترسیل کی قوت اور تاثیر ضرور متاثر ہوتی ہے کیونکہ ان کا ذوق اپنے دور کے ادبی محاسن سے آشنا اور انھیں کا خوگر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں اپنے دور کی ادبی کسوٹی پر پوری اترنے والی تحریروں کے پڑھنے میں جو مزہ آتا ہے وہ مزہ اس وصف سے خالی تحریروں کے پڑھنے میں نہیں آتا اور استدلال کی جو قوت اور معنی کی جو تاثیر وہ اپنے زمانے کی عمدہ اور معیاری تحریروں میں محسوس کرتے ہیں دوسرے ادوار کی تحریروں میں انھیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ اسی طرح زمانے کی تبدیلی کے ساتھ املا اور رسم الخط کے اصول و ضوابط بھی کچھ نہ کچھ بدلتے ہیں۔ اس لیے

(۱) تفصیل کے لیے دیکھئے (الف) انوار ساطعہ (ب) تقدیس الوکیل ص ۳۴۳۔ (ج) الدر المنظم ص ۱۴۶ تا صاحب زادہ محمد ابو بکر نقشبندی شرق پور شریف، شیخ پورہ پاکستان

(۲) (الف) نزہۃ النواظر ج ۸/ص (ب) انگریز نوازی کی حقیقت ص ۳۷ دار الفکر، دہلی

”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ“ (یقیناً تمہارے پاس اللہ کی جانب سے ایک نور آ گیا) اور آیت کریمہ ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ میں سرکار کی آمد کا ذکر ہے۔

اسی بنا پر سلف صالحہ، علامہ، محدث، اور ائمہ، محقق، و ائمہ، صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے رہے اور

اس میں برابر شرکت کر۔

عراقی، امام ابن حجر عسقلانی، علامہ ملا علی قاری حنفی

انوارِ ساطعہ کا تاریخی پس منظر

شیخ عبدالحق محدث دہلوی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہ بے شمار اصحاب امت بلا تفریق میں تریک ہوتے رہے بلکہ بہت سے علمائے کرام نے محفل میلاد کے لیے مستقل کتابیں لکھیں۔ سلف انوارِ ساطعہ نے نورِ سوم کے لمعہ تاسعہ میں ان علماء و محدثین اور مشائخ طریقت کی ایک لمبی فہرست پیش کی ہے۔ اسی طرح فاتحہ اربع سالِ ثواب بھی پوری امت مسلمہ میں رائج تھا۔

یہی حالات تھے کہ مغلیہ حکومت کے زوال کے تقریباً 20 سال بعد سہارن پور اور اس کے اطراف کے چند اسلاف بیزار

مولویوں نے اس عملِ خیر اور مجلسِ خیر کے خلاف آواز اٹھائی اور دہلی کے غیر مقلد و ہابی علماء سے یہ سوال کیا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولود خوانی و مدحت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہیئت سے کہ جس مجلس میں امرِ دانِ خوش الحان گانے والے ہوں اور زیب و زینت و شیرینی و روشنی ہائے کثیرہ ہو اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب و حاضر ہوں جائز ہے یا نہیں؟ اور قیام و قنوت ذکر و ولادت جائز ہے یا نہیں؟ اور حاضر ہونا مفتیان کا ایسی مجلس میں جائز ہے یا نہیں؟ اور نیز بروزِ عیدین پنج شنبہ وغیرہ کے آب و طعام سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ وغیرہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنا اور اس کا ثواب اموات کو پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ اور نیز بروزِ سوم میت کے لوگوں کو جمع کر کے قرآن خوانی اور بھونے ہوئے چنوں پر کلمہ طیبہ مع پنج آیت پڑھنا اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا بحديث نبوی جائز ہے یا نہیں؟ بَيِّنُوا ثَوْبُ جُورَا۔

اس سوال نامہ کا جواب ان کی طرف سے یہ دیا گیا۔

انقلابِ محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدائش آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرونِ خلاش سے ثابت نہیں ہوا۔ پس یہ بدعت ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس بروزِ عیدین وغیرہ عیدین و پنج شنبہ وغیرہ میں فاتحہ، مرسومہ، ہاتھ اٹھا کر پایا نہیں گیا البتہ نیایہ عن المیت بغیر تخصیص ان امور مرقومہ سوال کے لہذا مساکین و فقاہ کو دے کر ثواب پہنچانا اور دعا اور استغفار کرنے میں امید منفعت ہے۔ اور ایسا ہی حال سوئم، دہم، چہلم وغیرہ اور پنج آیت اور چنوں اور شیرینی وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتبِ دینیہ سے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بدعاتِ مختصرات ناپسندِ شریعہ ہیں۔ اس فتویٰ پر دہلی کے 3 غیر مقلد علماء کے دستخط تھے۔ (۱) مولوی حفیظ اللہ (۲) مولوی شریف حسین (۳) الہی بخش۔ اور ان کے علاوہ درج ذیل علمائے دیوبند و گنگوہ و سہارن پور کے تائیدی دستخط بھی تھے۔ (۱) مولوی محمد یعقوب، صدر مدرس مدرسہ دیوبند (۲) مولوی محمد محمود حسن، مدرس مدرسہ دیوبند (۳) مولوی محمد عبدالحق دیوبندی (۴) مولوی رشید احمد گنگوہی۔

کنگنوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

ایسی مجلس ناجائز ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر ناظر جان کر کرے کفر ہے ایسی مجلس میں جانا اور شریک ہونا ناجائز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے اور سوئم بھی کہ یہ سنت ہنود کی رسوم ہے التزام مجلس میلاد بلا قیام و روشنی و تقسیم شیرینی و قیودات لایعنی کے ضلالت سے خالی نہیں ہے۔ علی ہذا القیاس سوئم و فاتحہ بر طعام کہ قرون ملاحہ میں نہیں پائی گئی۔

اس زمانے میں یہ محفل میلاد و فاتحہ و عرس کے خلاف پہلا فتویٰ تھا جو 4 ورق تھا اور ۱۳۰۲ھ میں مطبع ہاشمی میرٹھ سے شائع ہوا اس کی سرخی تھی: فتویٰ مولود و عرس وغیرہ۔ پھر دوسرا فتویٰ مطبع ہاشمی میرٹھ ہی سے چھپا جس کا عنوان تھا: فتویٰ میلاد و شریف یعنی مولود و دیگر فتاویٰ۔ یہ 24 صفحے کا تھا اس میں محفل میلاد و شریف کی بڑی مذمت کی گئی تھی اور پہلا چار ورق فتویٰ بھی اس میں شامل کر دیا گیا تھا۔ ان فتوؤں نے مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کا بیج بویا اور عوام اہل سنت کو طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا کیا۔ اس علاقے کے لوگ زیادہ تر شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ صاحب فاروقی چشتی تھانوی سے بیعت و ارادت کا تعلق رکھتے جو کچھ عرصہ پہلے ہندوستان کے حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء میں مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے تھے اور حاجی صاحب کے مرید باصفا اور خلیفہ صادق عالم ربانی حضرت مولانا محمد عبد السمیع بے دل رام پوری سہارن پوری (متوفی ۱۳۱۸ھ) اہل سنت و جماعت کے مرجع و مقتدا اور صبر و قناعت اور زہد و ورع میں اپنے پیرو مشرک کے آئینہ دار تھے اس لیے حاجی صاحب کے مریدین اور دیگر اہل سنت نے آپ سے بصد اصرار فرمائش کی کہ آپ ان کا جواب لکھیں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں میلاد و فاتحہ و عرس کا صحیح شرعی حکم واضح فرمائیں۔ اس لیے مولانا رام پوری نے قلم اٹھایا اور چند دنوں میں انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ کے نام سے ایک شاندار و قیوم اور افراط و تفریط سے پاک کتاب تیار کر دی اور اس میں قرآن و حدیث اور اصول شریعت کی روشنی میں میلاد و فاتحہ کا جواز ثابت کیا اور تائید میں سلف صالحین فقہاء و محدثین اور مشائخ طریقت کے اقوال و معمولات کو بھی پیش کیا۔ (۱)

جب یہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی تو اہل سنت و جماعت میں مسرت و شادمانی کی ایک لہر دوڑ گئی اور اسے اس قدر قبول عام حاصل ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں اس کے سارے نسخے ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ جب یہ کتاب دیوبند، گنگوہ اور سہارن پور کے وہابی علماء تک پہنچی تو انہیں اپنے پیروں تلے سے زمین کھسکتی نظر آئی۔ آخر کار ”کھسانی ملی کھبانو پے“ کے مطابق وہابی دیوبندی علماء کے سرگروہ مولوی رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۳۲۲ھ) نے اس کے جواب میں ایک کتاب لکھ کر اپنے مرید خاص مولوی خلیل احمد اٹھوئی سہارن پوری (متوفی ۱۳۳۶ھ) کے نام سے شائع کرائی جس کا لمبا چوڑا 4۱ سطری نام اپنے خاص ذوق کے مطابق یہ رکھا: البراہین القاطعہ علی غلام اللہ انوار الساطعہ، الملقب بالذلال الواضح علی کراہۃ المروج من الملوود و الفاتحہ اور نیچے یہ عبارت لکھوائی: ہام حضرت یحییٰ السلف حجۃ الخلف راس الفقہاء والحمد شین تاج العلماء الکالمین جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی۔ (۲)

(۱) انوار ساطعہ

(۲) براہین قاطعہ گنگوہی صاحب کی تصنیف ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ حکیم عبدالحی رائے بریلوی نے اسے گنگوہی صاحب کی تصانیف میں شمار کیا ہے اور خلیل احمد گنگوہی کی تصانیف میں اسے ذکر نہیں کیا۔ عبارت یہ ہے: له مصنفات مختصرة قليلة منها البراهين القاطعة في الرد على الانوار الساطعة للمولوي عبد السمیع الرامفوری۔ طبع باسم الشیخ خلیل احمد السہارنپوری۔ (نزهة الخواطر ج ۸ ص ۱۶۶ مطبوعہ ندوۃ العلماء لاہور۔)

Anwar-e-satiya

تقدیم نفیس

17

انوار ساطعہ

ان کے علاوہ اس زمانہ کے ایک نامور عالم دین مصنف انوار ساطعہ کے استاذ پایہ حریم شریفین حضرت مولانا رحمت اللہ بن خلیل الرحمن کیرانوی مہاجر کی بانی مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ نے مولانا رام پوری کو بذریعہ خط لکھا کہ ”آپ کی اور مولوی رشید احمد صاحب کی مخالفت حد درجہ کو پہنچ گئی ہے۔ لہذا یہ مقدمہ جتنا داب سکے دباؤ اور ہرگز نہ بڑھائیو“۔ (۱)

اس کے بعد مولانا بے دل رام پوری صاحب نے انوار ساطعہ کے اس نسخہ پر ۱۳۰۶ھ میں نظر ثانی کی اور اپنے پیرومرشد اور استاد کے حکم کے مطابق جو کچھ سخت الفاظ اور طنز یہ کلمات کتاب میں آگئے تھے انہیں ایک سر کتاب سے خارج کر دیا اور لکھا مجھ کو رضا جوئی حضرت مرشدی و مولائی کی بجان و دل منظور ہے تعمیل ارشاد مرشد میں قصور (کو تابی) کرنا سراسر قصور ہے۔ (۲)

یہ خیال رہے کہ صاحب انوار ساطعہ مولانا عبد السمیع رام پوری اور صاحب براہین قاطعہ مولوی رشید احمد گنگوہی دونوں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی کے خلیفہ ہیں حاجی صاحب نے دونوں کو خوب خوب سمجھایا اور ان کے درمیان صلح و مصالحت کی بہت کوشش فرمائی۔ صاحب انوار ساطعہ نے تو اپنے پیرومرشد کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ مگر گنگوہی صاحب اپنی ضد پراڑے رہے اور اپنے پیرومرشد کی ایک نہ مانی۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ براہین قاطعہ آج تک اسی انداز سے چھپ رہی ہے جیسی ابتدا میں لکھی گئی تھی۔ یہاں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی کے تعلق سے چند حقائق حاضر خدمت ہیں امداد اللہ شائق میں حاجی امداد اللہ صاحب نے اپنے خلفا کے بارے میں فرمایا

میرے خلفا دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جنہیں میں نے از خود خلافت دی ہے۔ دوسرے وہ جن کو تبلیغ دین کے لیے ان کی درخواست پر اجازت دی ہے۔

جن خلفا کو از خود خلافت دی ہے انھوں نے پوری طرح حاجی صاحب کی اتباع کی۔ مثلاً مولانا لطف اللہ علی گڑھی (متوفی ۱۳۳۳ھ) مولانا احمد حسن کان پوری (متوفی ۱۳۲۲ھ) مولانا محمد حسین الہ آبادی (متوفی ۱۳۲۲ھ) اور مولانا محمد عبد السمیع رام پوری (متوفی ۱۳۱۸ھ) اور جن خلفا نے حاجی صاحب سے اختلاف کیا ان میں مولوی محمد قاسم نانوتوی (متوفی ۱۲۹۷ھ) مولوی رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۳۲۲ھ) اور مولوی اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) کے نام سرفہرست ہیں۔ (۳)

اپنے خلفا کے درمیان مسلمانی اختلاف کی اطلاع پا کر ان کے تصفیہ کے لیے حاجی صاحب نے فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے ایک مختصر کتاب لکھی جو (۱) مولود شریف (۲) فاتحہ (۳) عرس و سماع (۴) ندائے غیر اللہ (۵) جماعت ثانیہ (۶) امکان نظیر (۷) امکان کذب کے مسائل میں اثبات مسلک اہل سنت پر مشتمل ہے۔ اس فیصلہ ہفت مسئلہ کے ساتھ یہ سلوک ہوا کہ اسے نذر آتش کر دیا گیا۔ اس وقت تک مولانا اشرف علی تھانوی حاجی صاحب کے مسلک سے کچھ قریب تھے مگر بعد میں انھوں نے بھی انحراف کیا اور مولانا رشید احمد گنگوہی شروع ہی سے اپنے پیرومرشد کے مسلک و معمول کے برعکس خیالات رکھتے تھے۔ اب نذر آتش کرنے کا

(۲) نفس مصدر ص: ۸

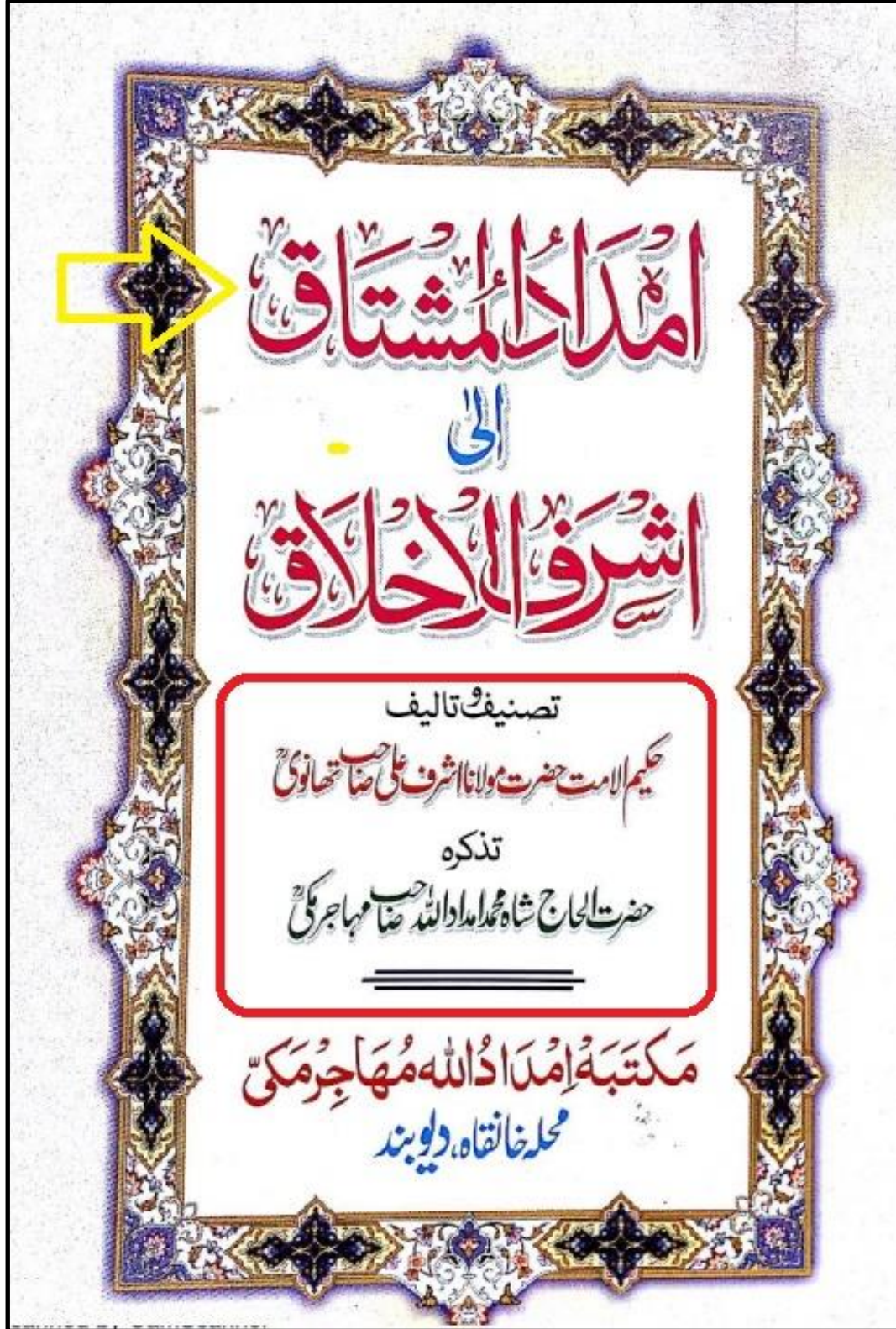
(۱) حوالہ سابق

(۳) صابری سلسلہ از وحید احمد مسعود، ص: ۳۶، بدایوں ۱۹۷۱ء۔ بحوالہ انگریز نوازی کی حقیقت ص: ۳۸، از مولانا یونس اختر مصباحی، دارالقلم دہلی

طبع اول ۱۳۲۸ھ/۲۰۰۷ء

Imdadul Mushtaq

This book describes the types of khulafas of haji sahab had which was discussed in anwar-e-satiya.



Imdadul Mushtaq

﴿ ۱۵۵ ﴾ امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق ﴿ ۱۵۵ ﴾

فرماتے ہیں کہ یہ نمونہ ہے لباس اہل جنت کا کیونکہ لباسہم فیہا حریر تا کہ تھوڑا دیکھ کر وہ یاد آ دے اور اس کے حاصل کرنے کی رغبت ہو۔ [روح الافطار وعظ چہارم ہفت اختر] (۳۶۹) ایک شخص نے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ صلوٰۃ بے ذوق سے کیا فائدہ وہ نماز جس میں خشوع و خضوع نہ ہو وہ کس کام کی وہ تو محض بدن ہی توڑنا ہے فرمایا یاد رکھو جس دن اس کا سوال ہوگا اُس وقت اس بدن توڑنے کی قدر معلوم ہوگی۔ [ملفوظات ہفت اختر ملفوظ نمبر ۱۱۸]

(۳۷۰) ایک صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کی جانب یہ منسوب کیا کہ جبریل علیہ السلام خود آئینہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آئینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کو دیکھا تو آپ خود اپنے سے مستفیض ہوئے اور جبریل علیہ السلام سے آپ کیا فیض لیتے چونکہ بدون آئینہ کے اپنی صورت نظر نہیں آتی اس لیے اس واسطہ جبرائیل کی ضرورت ہوئی۔ (ف) حضرت کا کلام مجمل ہوگا راوی نے تفصیل میں غلطی کی مقصود انکار استفاضہ عن جبریل نہ تھا ورنہ نصوص کا انکار یا تاویل بلا دلیل کرنا پڑے گی مقصود اس استفاضہ کی حقیقت الحقیقت بیان فرمانا تھا۔ یعنی جبریل علیہ السلام کا یہ افاضہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ان کے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے استفاضہ روحانیہ سے مسبب تھا کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمام مخلوقات اور ان کے کمالات حضور کی بدولت ہیں جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات مشورہ قبول کیا اور وہ مشورہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کا تھا لیکن ان کا یہ مشورہ دینا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فیض و برکات کا نتیجہ تھا اور اسی وقت اس کی ایک مثال سمجھ میں آئی کہ مصلیٰ کو اگر خارج عن الصلوٰۃ لقمہ دے اگر مصلیٰ کو اس کے لقمہ سے تنبیہ ہو جائے اور یاد آ جائے تب تو نماز درست ہوگی اور اگر محض اس کی اقتداء و اتباع کرے اور اسے یاد نہ آوے تب نماز صحیح نہ ہوگی تو یہاں حالانکہ اتباع غیر مصلیٰ کی رائے کا کیا لیکن لا من حیث انہ راہ بل من حیث انہ موافق لرأی نفسه اسی طرح فیض جبریل علیہ السلام سے لیا لیکن لا من حیث انہ فیضہ بل من حیث انہ فیضہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [ملفوظات ہفت اختر ملفوظ نمبر ۱۷۶]

حیث انہ فیض فیضہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [ملفوظات ہفت اختر ملفوظ نمبر ۱۷۶]

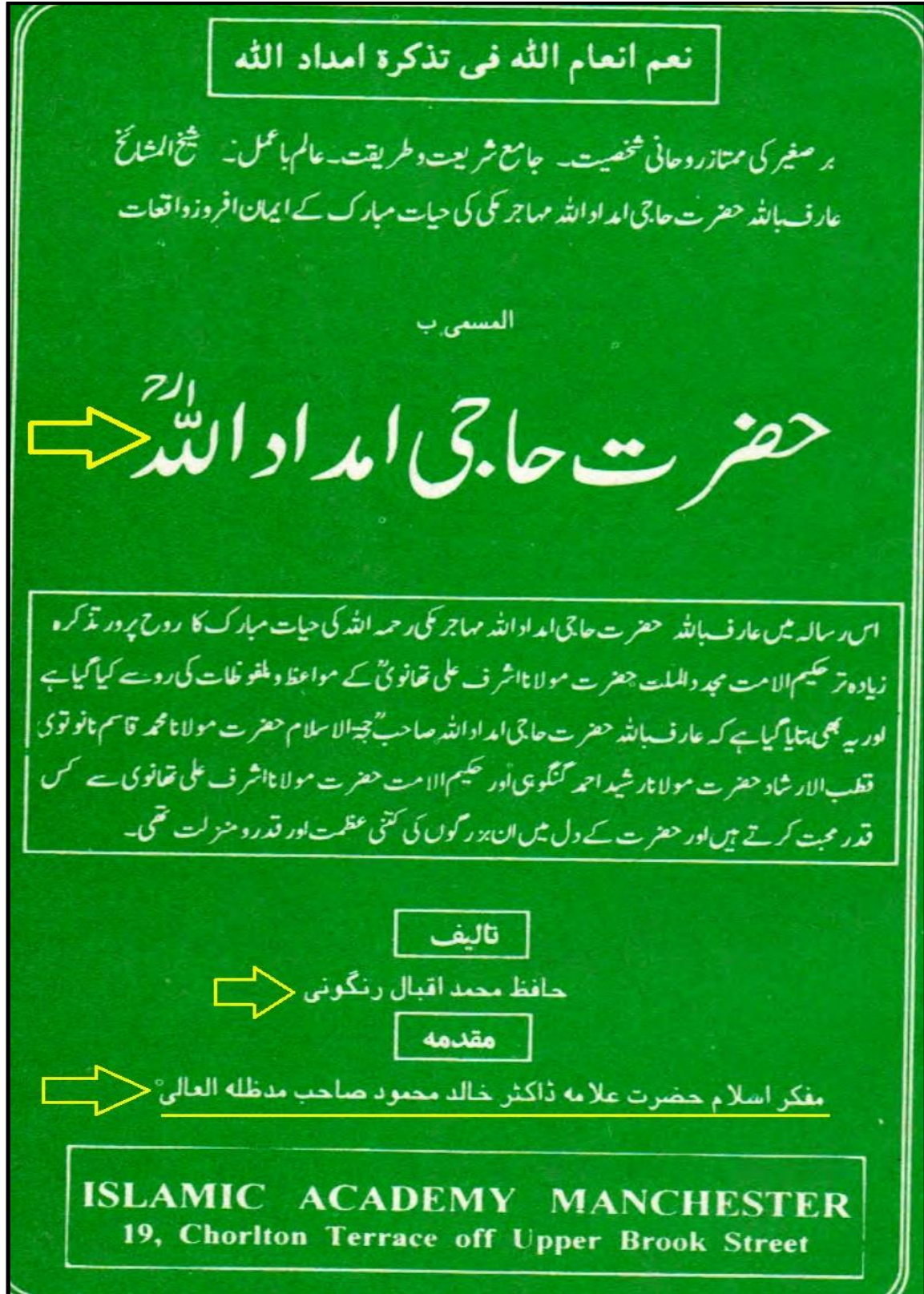
(۳۷۱) ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے خلفاء مجاز و قسم کے ہیں



ایک تو وہ کہ میں نے بلا درخواست ان خلفاء کو اجازت بیعت لینے کی دی اور خلیفہ بنایا اور وہی درحقیقت خلفاء ہیں ایک وہ کہ کسی نے خود درخواست کی کہ حضرت میں اللہ کا نام بتلا دیا کروں حضرت نے بوجہ کمال کرم اجازت دے دی اور یہ فرماتے تھے کہ بھائی اللہ کا نام بتلانے کو کیوں منع کروں اور بعض کی ایسی ہی درخواست پر کچھ لکھ بھی دیا تو یہ (اجازت) اس قسم اول کے درجہ کی نہیں ہے۔ [مقالات حکمت دعوات عہدیت جلد ۲ صفحہ ۵ سطر ۱۱]

(۳۷۲) حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ بعض مسائل میں جناب مولانا شیخ محمد صاحب سے مناظرہ کرنے کے لیے تھانہ بھون تشریف لائے تھے ان ہی ایام میں ہمارے مرشد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت اول اول علماء کو بیعت نہ فرماتے تھے پھر خواب میں دیکھا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کے یعنی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان علماء ہیں اور ان کی مہمانی ہمارے ذمہ ہے اس سے ہمارے مرشد علیہ الرحمۃ سمجھے کہ میری جماعت کے لوگ علماء زیادہ ہوں گے چنانچہ مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیعت سے مشرف ہوئے ایک چلہ ذکر میں مشغول رہے اسی لباس میں جو پہن کر تشریف لائے تھے وہی پہنے رہے کپڑے نہایت میلے ہو گئے تھے دوسرا جوڑا ہمراہ نہ تھا کہ بدلتے، بعد گزرنے چلے کے رخصت حاصل کی جب روانہ ہونے لگے تو ہمارے مرشد حضرت حاجی صاحب نے فرمایا اگر تم سے کوئی بیعت کی درخواست کرے تو داخل سلسلہ کر لینا حضرت مولانا عذر کرتے رہے مگر حضرت نے باصرار یہی حکم فرمایا۔ جب مولانا گنگوہ تشریف لائے تو ایک بی بی غالباً اُم کلثوم نامی نے بیعت کی درخواست کی، مولانا نے انکار فرمادیا کہ مجھ میں اس کی قابلیت نہیں۔ اتفاق سے ہمارے مرشد حضرت حاجی صاحب کا گنگوہ جانا ہوا، ان مسماۃ نے شکایت عرض کی کہ جناب مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیعت سے محروم کرتے ہیں، داخل سلسلہ نہیں کرتے، ہمارے مرشد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیعت کیوں نہیں کرتے، مولانا نے عرض کیا کہ مجھ میں اتنی قابلیت کہاں ہے۔ مرشدنا حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ میں حکم کرتا ہوں کہ آپ داخل سلسلہ کریں اور بیعت لیں۔ قابلیت کا معلوم کرنا میرا کام ہے

This book is written by a deobandi scholar. He also agrees that Abdul Samee Rampuri Rahmathullah was a khalifa of Haji Sahab. Also you can see how he is defending khaleel ahmed saharanpuri in his writings.



۱۳

تذکرہ علمائے ہند کے مصنف مولانا رحمان علی صاحب (ہ۔۔) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں
مولانا حاجی امداد اللہ علوم ظاہر و باطن کے جامع ہیں چشتیہ صابریہ قدوسیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ قدوسیہ
سروردیہ قدوسیہ اور کبرویہ قدوسیہ سلاسل میں جناب فیض مآب قبلہ حقیقت و کعبہ معرفت حضرت
میاں جی شاہ نور محمد چھٹھانوی سے خلافت حاصل ہے بہت سے مشہور علماء مثلاً مولوی رشید احمد گنگوہی
مولوی محمد قاسم اور مولانا مرشدنا حافظ حاجی محمد حسین محبت الہی الہ لبادی حضرت حاجی صاحب کے
مرید ہوئے اور سب کی دلی مرادیں حاصل ہوئیں۔۔۔ حق یہ ہے کہ حاجی صاحب اس زمانہ میں یادگار
سلف ہیں (تذکرہ علماء ہند ص ۱۲۳ مطبوعہ کراچی)

جناب امداد صابری صاحب لکھتے ہیں

حضرت امداد اللہ صاحب کو آج بھی علماء کرام کا ہر طبقہ جانتا ہے اور ان سے عقیدت رکھتا ہے حاجی صاحب
نے ہر زمانے میں ہر خیال کے عالم سے فیوض روحانی کا سکھ منوالیا تھا ہندوستان کا ہویا عرب ممالک کا
تقریباً اس دور میں ہر مستند عالم آپ کا مرید تھا چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی حضرت مولانا رشید
احمد گنگوہی حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی حضرت مولانا کرامت اللہ صاحب دہلوی حضرت
مولانا شرف الحق دہلوی مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی مولانا عبدالسمیع رامپوری مولانا احمد حسن کانپوری
وغیرہ آپ کے مریدوں میں شمار کئے جاتے ہیں (تذکرہ شعرائے حجاز ص ۱۳۴) ➡

جناب خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب لکھتے ہیں

بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ایسا محقق و جامع شریعت و طریقت اور مرجع العلماء و المشائخ شیخ اس زمانہ میں
کوئی نہیں گزرا عرب و عجم کے بالخصوص ہندوستان کے جتنے چیدہ چیدہ اور مشہور و مسلم زمانہ علماء تھے سب
کے سب قریب قریب حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے حلقہ غلامی میں داخل تھے اور خوان امداد
الہی کے ہی زلہ رباتھے (اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۶۵)

حضرت حاجی صاحب کے خلفاء کرام کی تعداد ۵۰ سے اوپر ہے اور یہ سب کے سب اپنے دور کے معروف
عالم اور نامور بزرگ گذرے ہیں اور سب کے سب مرجع خلافت ہوئے ہیں۔ اکابر علماء اور مشائخ کا ایک
زبان حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی تعریف و توصیف اور آپ کے علم و فضل کی گواہی دینا اس بات کی

۱۴

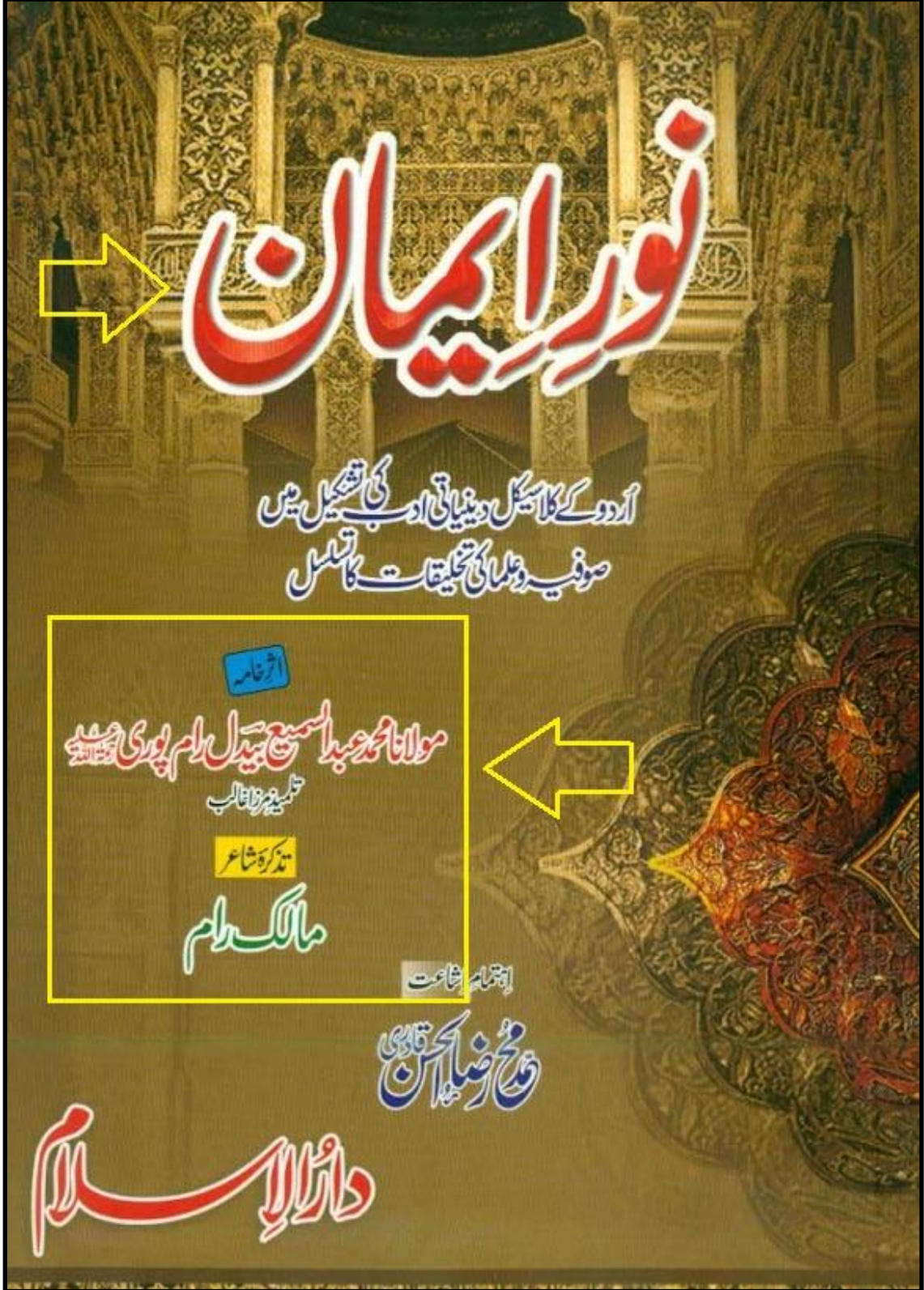
کھلی دلیل ہے کہ آپ خاصان خدا اور مقبولان الہی میں سے تھے۔

حضرت حاجی صاحب کے خلفاء میں مولانا عبدالسمیع رامپوریؒ اور حضرت مولانا پیر مر علیشاہ صاحب گولڑویؒ بھی ہیں۔ مولانا عبدالسمیع صاحب کا بعض مسائل میں علماء دیوبند سے اختلاف بھی رہا لیکن انہوں نے کبھی بھی مسلمانوں میں فرقہ بندی نہیں کی بلکہ ہمیشہ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ حضرت گنگوہیؒ حضرت نانوتویؒ حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت تھانویؒ ان کے پیر بھائی ہیں اور ان کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کے باوجود کبھی تفریق بین المسلمین کی فضاء نہیں پیدا ہوئی اسی طرح پیر مر علی شاہ صاحب مرحوم حضرت گنگوہیؒ کے فیوض کے عام ہونے کی دعا کرتے رہے۔ مولانا عبدالسمیع رامپوریؒ صاحب مرحوم نے انوار ساطعہ لکھی اور اس میں انہوں نے ایک مسئلہ کو ثابت کرنے کیلئے ذات رسالت کو شیطان پر قیاس کیا۔ انکا یہ قیاس غلط تھا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں مولانا رامپوریؒ مرحوم کے اس قیاس پر عالمانہ گرفت کی یہ ایک علمی اختلاف تھا اور ایک علمی گرفت تھی اس میں کوئی بات ایسی نہ تھی جو انتشار کا باعث ہو۔ مگر افسوس کہ کچھ لوگوں نے بات کا بھگو بھالیا اور مولانا عبدالسمیع صاحب کی بات مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ پر لگادی اور ان اختلافات پر اتنی محنت کی کہ بالآخر اہل سنت مسلمانوں میں تفریق ہو گئی اور یہ دو ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اگر خدا نخواستہ بات وہی تھی جو یہ مکرر المسلمین اٹھائے ادھر ادھر پھر رہے تھے اور جگہ جگہ تفریق بین المسلمین کی فضاء بنا رہے تھے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولانا عبدالسمیع رامپوریؒ اور حضرت خواجہ پیر مر علیشاہ صاحب گولڑویؒ نے (۱۳۵۶ھ) اپنے پیر بھائیوں کے خلاف یہ محاذ کیوں قائم نہ کیا اور مکرر المسلمین کے فتویٰ کفر سے کیوں متفق نہ ہوئے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب پیر مر علی شاہ صاحبؒ سے دس سال (۱۳۳۶ھ) پہلے فوت ہو چکے تھے حضرت نانوتویؒ کو انتقال کئے ہوئے ساٹھ سال اور حضرت گنگوہیؒ کو سفر آخرت کئے ہوئے تقریباً ۳۳ سال (۱۳۲۳ھ) ہو رہے تھے اور ادھر مکرر المسلمین ان حضرات کے خلاف تکفیر کا شور و غل مچا رہے تھے اس سب کے باوجود ان حضرات کا اپنے پیر بھائیوں کے بارے میں ان غلط فتویٰوں سے متفق نہ ہونا ملتا ہے کہ انہیں تفریق بین المسلمین سے سخت نفرت تھی اور وہ اس قسم کی کاروائیوں کو بری نظر سے دیکھتے تھے۔ اور اچھی طرح جانتے تھے کہ ان

Noor-E-Emaan

This book also clarifies Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi was a khalifa of haji sahab.



Noor-E-Emaan

کا اسلامی نام رکھا گیا تھا۔ جب یہ خبر ناہرنگھ کے خاندان تک پہنچی تو انھوں نے پہلا کام یہ کیا کہ عبد السمیع کو ملازمت سے برطرف کر دیا۔ ناہرنگھ پر بھی بہت سختی کی گئی، لیکن اُس نے استقامت کا ثبوت دیا اور اپنے اعتقاد پر قائم رہا۔^۱

مولوی عبد السمیع رڑکی سے نکلے، تو اپنے وطن پہنچے۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی^۲ ہندستان آئے ہوئے تھے۔ اپنی تعلیم و تربیت اور افتاد طبع کے زیر اثر عبد السمیع اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حاجی صاحب نے اُن کے علم و تقویٰ سے متاثر ہو کر انھیں اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔ روایت ہے کہ عبد السمیع صاحب

۱- حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی سوانح عمری میں جن مولانا صلیل الرحمن کا ذکر آتا ہے، وہ یہی صاحب ہیں، انھوں نے بعد کو علوم اسلامیہ میں مہارت پیدا کر لی اور پھر ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے۔ وہاں حاجی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اُن سے خلافت پائی۔ مکہ ہی میں فوت ہوئے۔

۲- مولانا امداد اللہ علیہ السلام ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ (یکم جنوری ۱۸۱۸ء) نانوتہ (ضلع سہارن پور) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد امین العمری تھانوی تھے۔ مولانا امداد اللہ نے فارسی کی رسمی تعلیم کے بعد مولانا قنندر بخش جلال آبادی سے مثنوی مولانا روم پڑھی۔ پھر دہلی آئے اور شیخ نصیر الدین شافعی مجاہد کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور اُن کے شہید ہو جانے کے بعد اولاد چند سے تھانا بھون میں رہے، پھر شیخ نور محمد جھنجھانوی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر ان کی بیعت کر لی، اور اُن کے حکم کی تعمیل میں ارشاد و تلقین میں جٹ گئے۔

۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں پیش تر علماء و صلحانے مولانا امداد اللہ کو اپنا امیر منتخب کر لیا تھا۔ لیکن شاملی (ضلع مظفر نگر) کے معرکے میں دہلی فوج کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ مجبوراً اُس کے بعد پیش تر علماء و پویش ہو گئے اور کچھ اصحاب نے ملک سے ہجرت کرنے میں عافیت دیکھی۔ انہیں میں مولانا امداد اللہ بھی تھے۔ انھوں نے وطن سے نکل کر مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کر لی۔ اسی سے صفت ”مہاجر مکی“ گویا اُن کے نام کا جزو بن گئی ہے۔ یہاں انھوں نے مجاہدات و عبادات سے وہ مقام حاصل کر لیا جس نے انھیں مرجع اصحاب علم و تلقین بنادیا۔ علمائے عصر میں سے ایک بڑی تعداد نے اُن کی بیعت کر لی تھی۔

انھوں نے تصنیف و تالیف میں بھی اپنے آثار چھوڑے ہیں، لیکن یہ سب کے سب تصوف اور معرفت کے مضامین سے مملو ہیں۔ ”ضیاء القلوب“ فارسی میں اور ”ارشاد مرشد“، ”گلزار معرفت“، ”تحفۃ العشاق“، ”جہاد اکبر“، ”نقد اسے روح“، ”درد نامہ غم ناک“ وغیرہ اردو نظم میں ہیں۔

چہار شنبہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ (۱۸ اکتوبر ۱۸۹۹ء) مکہ معظمہ میں رحلت کی۔ قبرستان جنت البقیٰ میں آسودۂ خواب ابدی ہیں۔ (زہرۃ الخواطر ۸: ۷۰-۷۲)

Noor-E-Emaan

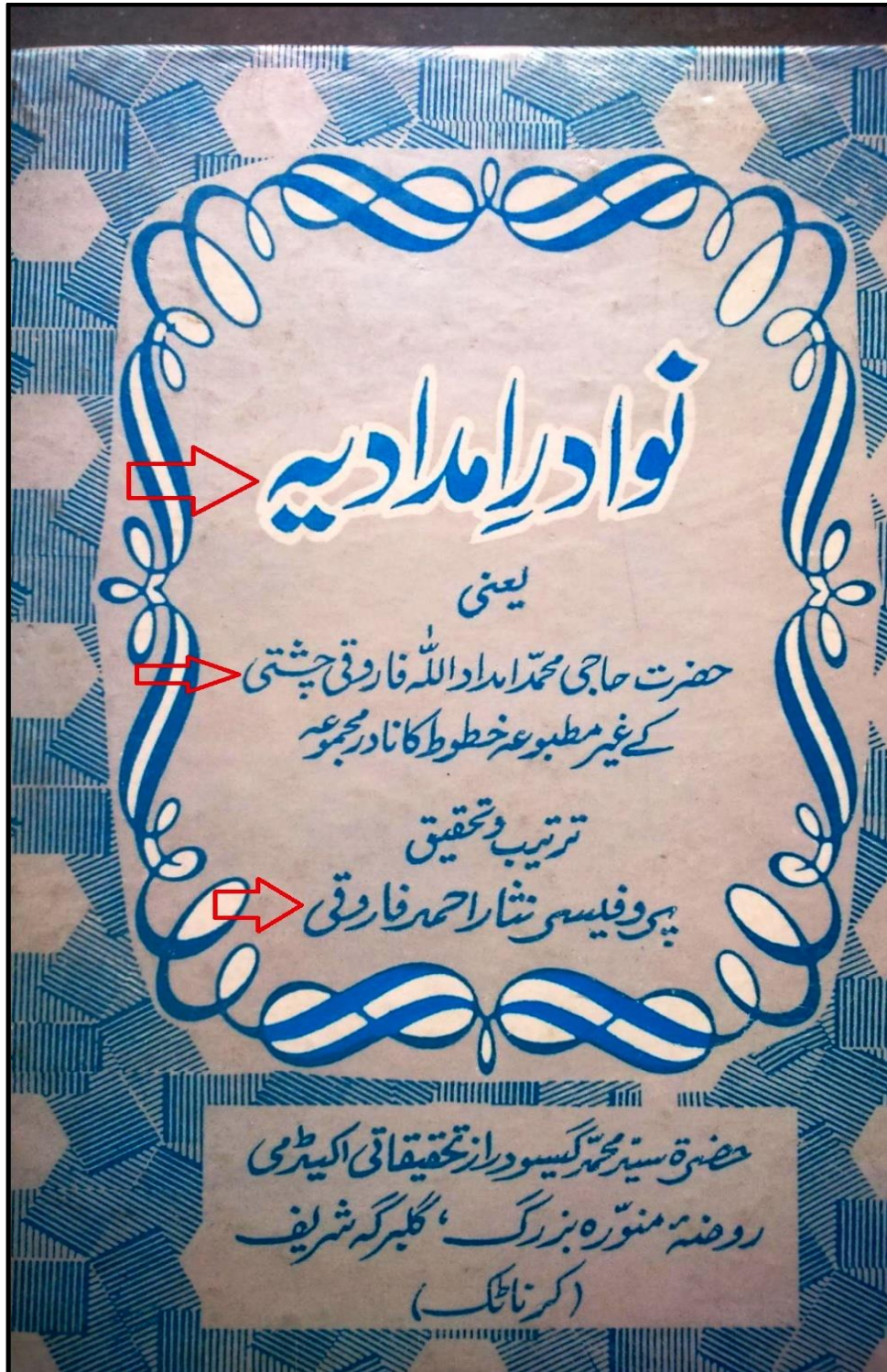
نے حاجی صاحب موصوف کی بیعت قصبہ جھنجھانا (ضلع مظفرنگر) میں اسی درخت کے نیچے کی تھی، جہاں کسی زمانے میں خود حاجی صاحب نے اپنے پیر طریقت حضرت میاں نور محمد جھنجھانوی کی بیعت کی تھی۔ اس کے بعد حاجی صاحب نے انھیں خلافت سے بھی مشرف فرمایا۔

میرٹھ (یوپی) کے رڈ سائیں شیخ الہی بخش (ف: ۲۱ مئی ۱۸۸۳ء) کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ انھوں نے اپنی دولت رفاہ عامہ کے کاموں کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ان کے اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس پر انھوں نے اپنے چھوٹے بھائی حافظ عبد الکریم (ف: ۷ نومبر ۱۹۰۵ء) کے تینوں بیٹوں (غلام محی الدین، وحید الدین، بشیر الدین) کی تعلیم و تربیت اپنے ذمے لے لی۔ انھیں ان تینوں صاحب زادوں کے لیے ایک صاحب استعداد اور موزوں استاد کی ضرورت تھی۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ مولوی عبد السمیع بیدل فارغ ہیں، تو انھوں نے مولوی صاحب کو میرٹھ آنے کی دعوت دی، جو بیدل نے قبول کر لی۔ ان تینوں لڑکوں نے نہ صرف ان سے فارسی، عربی اور دینیات کی تعلیم پائی، بل کہ بعد کو بیعت طریقت بھی کر لی۔ اس سلسلے میں ایک لطیفہ پیش آیا، جس سے بیدل کے تقویٰ اور محتاط طبیعت کا مظاہرہ بھی ہوتا ہے:

بیدل کے تقرر پر یہ طے ہوا تھا کہ انھیں بارہ روپے مشاہرہ کے علاوہ رہنے کو مکان اور ”روٹی“ بھی دی جائے گی۔ چنانچہ کھانے کے وقت چپاتی اور مختلف قسم کے سالن خوان میں پیش ہوئے۔ آپ نے چپاتی اٹھالی اور اسے پانی کے ساتھ نوش فرمالیا۔ خوان واپس پہنچا، تو باورچی نے تعجب کیا اور صورت حال حافظ عبد الکریم صاحب کے گوش گزار کر دی۔ حافظ صاحب نے خیال کیا کہ شاید کھانا مولوی صاحب کے پسند خاطر نہیں تھا، جس سے انھوں نے اسے واپس کر دیا۔ حافظ صاحب نے باورچی کو حکم دیا کہ آئندہ زیادہ پر تکلف کھانا مولوی صاحب کے لیے پکایا جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی، لیکن خوان اب بھی جوں کا توں حسب سابق واپس آگیا۔ اس پر حافظ عبد الکریم نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کو کھانے میں جو چیز پسند

Nawadir Imdadia

In this book you can find Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi was a khalifa of haji sahab and also the letters between haji sahab and his disciples (Khaleel Ahmed Saharanpuri & Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi). Read the complete book for details.



Nawadir Imdadia

۴ ربیع الثانی ۱۲۶۰ھ کو اتوار کا دن تھا (مطابق ۵ مئی ۱۸۴۳ء) مگر امداد المشتاق میں لکھا ہے کہ ۵ ربیع الثانی ۱۲۶۱ھ کو بندر لیس پر اترے اور سیدھے میدانِ عرفات کی جانب گئے۔

(۱) اگر ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ میں حجاز مقدس پہنچے تو ۱۲۶۰ھ میں اجازت حزب البحر کیسے مل گئی؟
(۲) اگر ۱۲۶۰ھ کو صحیح مانا جائے تو آپ ربیع الثانی میں حجاز پہنچ چکے تھے۔ حج اس کے آٹھ ماہ کے بعد ہوا ہوگا۔ یہ آٹھ ماہ آپ نے مکہ معظمہ میں گزارے۔ اندریں صورت یہ صحیح نہیں کہ بندر لیس پر اتر کر سیدھے میدانِ عرفات کی جانب چلے گئے۔

(۳) یہ بھی ممکن ہے کہ ۵ ربیع الثانی ۱۲۵۹ھ/۲۶ دسمبر ۱۸۴۳ء کو آپ بندر لیس پر اترے ہوں اور اس سال کے حج میں شرکت کی ہو، پھر واپسی کے وقت حزب البحر کی اجازت حاصل کی (۱۲۶۰ھ) اسی سال ہندوستان کو واپسی ہوئی اندریں صورت یہ بیان غلط ہو جاتا ہے کہ آپ کی واپسی ۱۲۶۲ھ میں ہوئی۔

چند ممتاز خلفاء بہر حال یہ ثابت ہے کہ حضرت حاجی صاحب نے سفر حج سے واپسی کے بعد بیعت لینا شروع کیا۔ اسی زمانے میں مولانا رشید احمد گنگوہی (ف ۱۳۲۲ھ) مرید ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ اُن کے بعد مولانا محمد تاسم نانوتوی (ف ۱۲۹۴ھ) نے بیعت کی۔

دوسرے ممتاز علماء اور صوفیہ اور مشائخ سلسلہ جن کو حاجی صاحب سے بیعت و اجازت کی سعادت نصیب ہوئی اُن کی ایک نہایت سرسری فہرست یہ ہے:

- | | |
|---|--------------------------------------|
| (۱) الحاج مولانا انوار اللہ خان فضیلت جنگ | (۲) مولانا عبد السمیع بیدل رامپوری |
| (۳) مولانا صوفی محمد حسین چشتی الہ آبادی | (۴) حضرت صوفی بہر علی شاہ چشتی نظامی |
| (۵) حضرت شاہ محمد سلیمان پھلواروی | |
- (۱) مولانا نظامیہ حیدر آباد و استاد والی حیدر آباد (ف محرم ۱۳۱۸ھ/یکم مئی ۱۹۰۰ء مدفن میرٹھ)
(۲) ف رجب ۱۳۲۲ھ/۱۴ ستمبر ۱۹۰۴ء مدفن اجیر
(۳) گولڑہ، پاکستان (ف ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ/۱۱ مئی ۱۹۳۷ء)
(۴) پھلوار، بہار (ف ۳ صفر ۱۳۵۶ھ/۲۱ مئی ۱۹۳۵ء)

۱۔ امداد المشتاق (ترتیب نشر احمد فاروقی) کے مقدمہ میں حاجی صاحب کے ممتاز خلفاء و مجازین کی فہرست دی گئی ہے۔ مکمل تودہ بھی نہیں ہے مگر قدرے مفصل ہے۔ اس سے رجوع کیا جائے۔

Nawadir Imdadia

(۶) مولانا فیض الحسن سہارن پوری	(ف ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۴ھ / ۵ فروری ۱۸۸۷ء)
(۷) مولانا احمد حسن کانپوری	(ف ۱۳۲۲ھ / ۰۴ - ۱۹۰۵ء)
(۸) مولانا اشرف علی تھانویؒ	(ف ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ / ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء شنبہ)
(۹) مولانا محمود حسن دیوبندی	(ف ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء)
(۱۰) مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ	(ف ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ / ۲۱ دسمبر ۱۸۸۳ء)
(۱۱) مولانا احمد حسن محدث امر دہویؒ	(ف ۱۳۳۰ھ / ۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء / دفن امر دہر)
(۱۲) حکیم ضیاء الدین انصاریؒ (ولادت ۲۷ رمضان ۱۲۴۲ھ / ۲۳ - اپریل ۱۸۲۷ء وفات ۲۸ رمضان ۱۳۱۳ھ / ۱۲ مارچ ۱۸۹۶ء / دفن رامپور مہارن ضلع سہارن پور) لے	
(۱۳) مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (ف ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ / ۱۵ اپریل ۱۸۸۰ء پنجشنبہ دفن دیوبند)	
(۱۴) مولانا کر امت اللہ دہلویؒ	(ف ۱۹۲۸ء) / دفن درگاہ حضرت خواجہ باقی باشرہ
(۱۵) مولانا محمد افضل ولایتیؒ	(دفن آگرہ) (ف ۲۴ ربیع الثانی ۱۲۵۱ھ / ۲۶ اگست ۱۹۳۲ء)
(۱۶) مولانا محی الدین خاطر میسوریؒ	
(۱۷) مولانا محی الدین مراد آبادیؒ	(ف ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ / مئی ۱۹۲۹ء - دفن مراد آباد)
(۱۸) مولانا محمد حسن پانی پتی	
(۱۹) مولانا عبد الرحمن صدیقی سہروردیؒ (ف ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۷ھ / ۳ مئی ۱۹۴۸ء / دفن امر دہر)	
(۲۰) مولانا محمد شفیع نورنگ آبادیؒ	
(۲۱) مولانا صفات احمد غازی پوریؒ	
(۲۲) مولانا محمد یوسف تھانویؒ (فرزند حافظ محمد ضامن شہید)	
(۲۳) مولانا عنایت اللہ مالویؒ	(ف ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء / دفن بمبئی)
(۲۴) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	(ف : ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء)

لے مولانا احمد حسن محدث امر دہویؒ کے ایک خط موسومہ حضرت مولانا عبدالغنی پھلاودیؒ (۵ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ) میں ہے: "حکیم انبیا الدین صاحب دامپوری نے حکیم شوال کو انتقال فرمایا، (مکتوبات سید العلماء مرتبہ مولانا نسیم احمد فریدی رح ص ۱۸۳) مگر ظاہر مولانا احمد حسن کو اطلاع دیر میں ملی ہوگی۔ صحیح تاریخ وہی ہے جو ہم نے درج کی ہے۔"

مقدمہ

زیر نظر کتاب شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض نادر خطوط کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے بیشتر خطوط مولانا عبد السمیع بیدل انصاری (ساکن رامپور مہنیا ران و نزیل لال کرتی میرٹھ) کے نام ہیں چند خطوط کے مکتوب الیہم دوسرے حضرات بھی ہیں۔

انہیں ”نوادیر امدادیہ“ نام اس لیے دیا گیا کہ یہ خطوط غیر مطبوعہ ہیں اور پہلی بار شائع ہو رہے ہیں دوسرے یہ ایک اہم بحث سے متعلق ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۳۰۲ھ/۸۴ - ۱۸۸۵ء میں مطبع ہاشمی میرٹھ سے ایک چار ورق کا فتویٰ شائع ہوا، جس پر تین غیر مقلد علماء کے دستخط تھے، اس کے علاوہ دیوبند، گنگوہ وغیرہ کے علماء نے بھی اس کی تائید کی تھی۔ اس کا عنوان تھا ”فتوای مولود و عرس وغیرہ“۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ اموات کی فاتحہ اور ایصالِ ثواب کی رسمیں جیسے سوم چہلم وغیرہ، یا عرس کرنا، ایصالِ ثواب کی نیت سے کھانے پر فاتحہ دینا، میلاد شریف پڑھنا، اس کی مجلس میں قیام کرنا وغیرہ سب بدعت اور گمراہی ہے، شرعاً ناجائز ہے۔

اس کے چند ماہ کے بعد ایک اور ۲۴ ورقی رسالہ شائع کیا گیا جس کا عنوان تھا ”فتوای میلاد شریف یعنی مولود مع دیگر فتاویٰ“۔ یہ بھی مطبع ہاشمی میرٹھ سے شائع ہوا۔ اس میں بھی فاتحہ، عرس، میلاد شریف وغیرہ کی مذمت اور ان کے جواز سے انکار کیا گیا تھا۔

ان فتاویٰ کی اشاعت سے عام مسلمانوں میں چیمگوئیاں ہونے لگیں، تائید و تردید میں طرح طرح کی باتیں سامنے آنے لگیں، تو کچھ حضرات نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی ”مرید و خلیفہ مولانا عبد السمیع بیدل“ سے اس کا مدلل جواب لکھنے کی درخواست کی۔ انہوں نے ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں ہی اس فتوے کی تردید میں کتاب ”انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ“ لکھی اور اسے چار ابواب میں تقسیم کیا۔

Nawadir Imdadia

پہلے چار ور قی فتوے میں کہا گیا تھا: ”محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدائش آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم..... بدعت ہے..... ایسا ہی حال سوم، دہم، چہلم وغیرہ اور پنج آیتہ اور چنوں اور شیرینی وغیرہ کا..... کہ بدعات فحشہ و ناپسند شرعیہ ہیں۔“
اس پر دستخط کرنے والوں میں مولوی حفیظ اللہ، مولوی شریف حسین، مولوی الہی بخش، مولوی محمد یعقوب نانوتوی (مدرس اول مدرسہ دیوبند) اور مولوی محمد محمود (مدرس مدرسہ دیوبند) شامل تھے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی نے اس پر یہ فتویٰ لکھا تھا:

”ایسی مجلس ناجائز ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا، اگر حاضر ناظر جان کر کرے کفر ہے، ایسی محفل میں جانا اور شریک ہونا ناجائز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے اور سوم بھی کہ یہ سنت ہندو کی رسوم ہے۔“ (رشید احمد عفی عنہ گنگوہی)

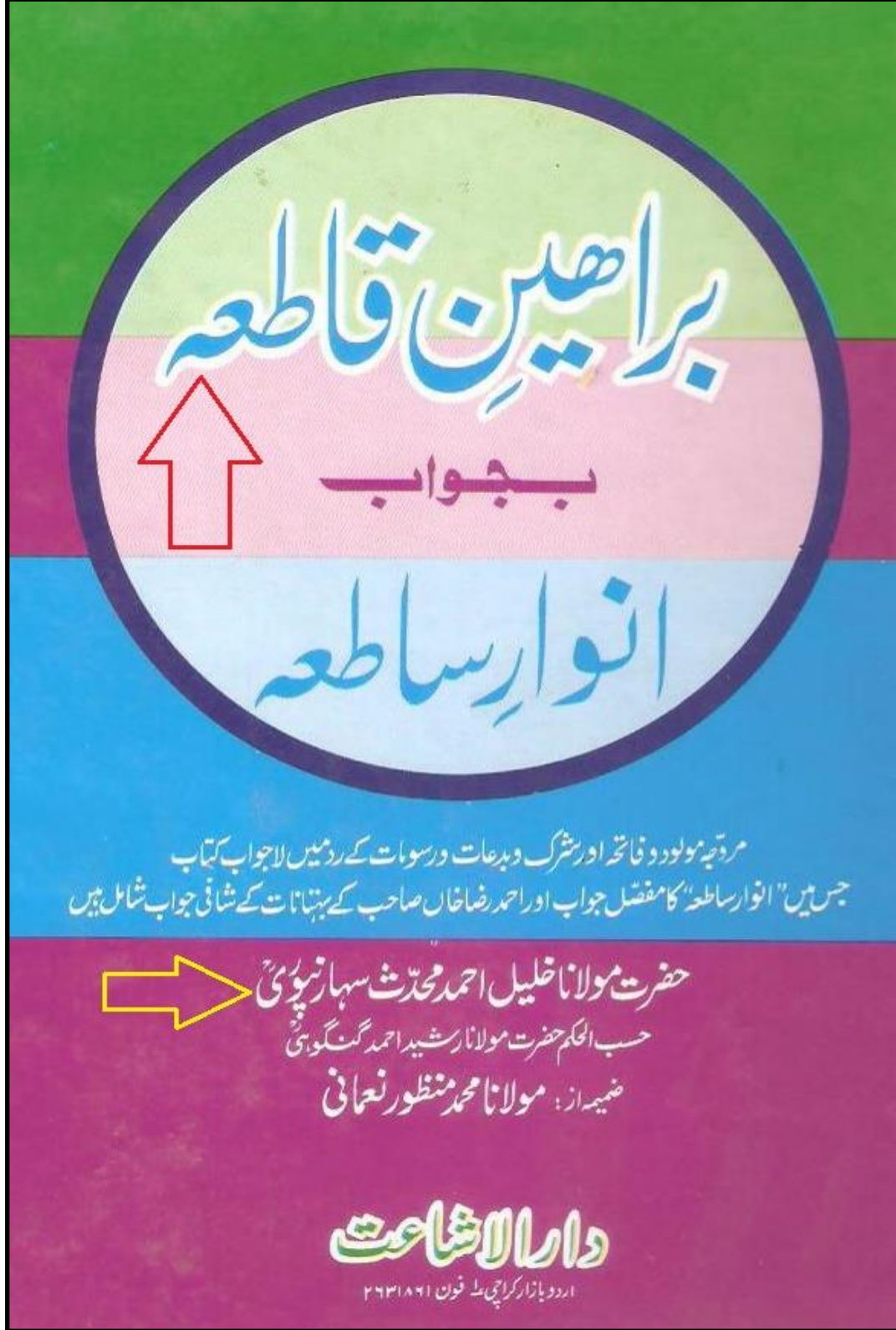
مولانا بیدلؒ نے سب امور زیر بحث پر کتاب و سنت اور علمائے سلف کے اقوال و آثار کی روشنی میں ایک مفصل جواب ”انوارِ ساطعہ“ کی شکل میں لکھا۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں شائع ہوا۔ چونکہ دونوں فتاویٰ میں بھی بعض الفاظ سخت اور درشت استعمال ہوئے تھے ان کا رد کرتے ہوئے مولانا بیدلؒ نے بھی کہیں کہیں تلخ الفاظ میں تردید کی۔

یہ رسالہ حاجی صاحبؒ کی خدمت میں کہ معظمہ پہنچا تو انھوں نے اس کو نفاذ نظر پڑھا اور سنا اور متعدد خطوط میں اس کا اظہار کیا کہ جوابات میں انوارِ ساطعہ میں لکھی ہیں وہ ”فیقر کے مذہب و مشرب کے موافق ہیں۔“

مگر حاجی صاحبؒ نے مولانا بیدلؒ کو لکھا کہ جن الفاظ میں تشریح اور تفسیر ہے وہ خارج کر دیں، اس کا لب و لہجہ نرم اور شیریں رکھیں۔ اپنے پیرومرشد کے حکم کی تعمیل میں انھوں نے کتاب پر نظر ثانی کی اور ایسے سب الفاظ اور فقرے نکال دیے جن میں کوئی ادعا یا نفی نہ تھی یا تلخی اور تندہی پیدا ہو گئی تھی۔ دوسرا ایڈیشن حذف و ترمیم کے ساتھ ۱۳۰۴ھ/۸۹-۱۸۹۰ء میں شائع ہوا۔ اس کے بارے میں حاجی صاحبؒ نے جن خیالات کا اور اپنی خوشی کا اظہار فرمایا وہ ان خطوط میں دیکھا

Baraheen-E-Qatiyah

Refer this book, khaleel ahmed is using a very harsh language and disrespect towards author of anwar-e-satiyah.



Baraheen-E-Qatiyah

۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہزار ہا شکر تیرے منعم حقیقی کہ تو نے ایسا حبیب مقبول عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجا جس کا وجود باوجود پوچھنے کیلئے موجب نور و ایمان اور باعث آرام جان ہے، نقد جاء کمر رسول من انفسکم عن یز علیہ ما عنتمو حیث علیکم بالمومنین رؤوف الرحیم پھر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ کتاب وجہ تالیف و ضرورت تالیف

الحمد لله محمد و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ نعوذ باللہ من شر و ما افئسنا
 من سیئات اعمالنا من بعدہ اللہ فلا مفضل لہ و من یفضلہ فلا ہادی لہ تشہد ان لا الہ الا اللہ محمد لا شریک لہ تشہد ان
 سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و اتباعہ جمعین الی یوم الدین اما بعد بندہ احقر الناس
 خلیل احقر منہو علی عطا اللہ تعالیٰ عنہ نجدت متدنیان باؤش عرض کرتا ہے کہ ہر چند جناب حق تعالیٰ کے منشاء عام واجب الاذعان انزال
 فرمایا کہ ایدوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی راجح میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کیا اور
 فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استہلال علی الاعلان فرمایا کہ تکمیل دین و سنت الخلفاء الراشدین المہدیین حضوا علیہما بالانوار
 و ایما کمر و محنتات الامور و خان کل بدعة ضلالة الحمد بیث و تم بر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے اسے مضبوطی سے
 پکڑ لو اور نئے نئے امور سے بچو اس لئے کہ میں نے نبی باتوں کا پیدا کرنا گمراہی ہے مگر تاہم عام کا الانعام باغوائی شیطانی اختراع
 فی الدین سے باز رہو اور محدثات کو عمدہ عبادت تصور کر کے منہمک ان بیات کے ہوئے اور پھر علماء ربانین نے اگر قلع و قمع میں ان
 محدثات کی سعی طعن فرمائی مگر علماء دنیا نے بتسویق و تقصیل ان بدعت کی تحسین ہیں سائل تالیف کے ہر چند یہ سب کچھ تھا لیکن کسی نے فقہاء
 مجتہدین و علماء راہنہ کو سب و تتم سے یاد نہ کیا تھا اور نہ علماء و لیبار کے طعن سے اپنا دنیا و دین برباد کیا اس سن تیرہ سو تین ہجری کے
 ماہ شعبان میں ایک کتاب مسمیٰ بانوار ساطعہ کہ فی الاواقع وہ ظلمات باطلہ ہے اس احقر کی نظر سے گزری کہ اس کے مولف نے صراحتاً
 علماء احنیین اور اولیائے مقبولین پر طعن و تتم کر کے ہمد و من عاذی و لیائی فقدا اذنتہ بالحبوب کا ہوا ہے اور طرفہ یہ کہ وہ خود علم و حکم
 سے بالکل عاری جبل، مرکب میں مبتلا ہے نہ سائل کی مراد سے واقف ہو نہ تحجیب کے جواب کو سمجھا اور نہ اپنے دعوے و دلیل کو جانتا کہ کیا
 ممکنات ہوں اور کیا معصود تھا اور اس پر دعویٰ علم و تجربہ و تفقہ کا وہ کچھ کہ گویا دنیا میں لاثانی ہے اور با و صفت سن علم و تجربہ و تازہ اپنے
 علم کے کہ جبل مرکب اپنے نام کو ستر اختصار میں مکتون کیا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اپنی اس تحقیق یا ظلم مسترد ہو رہا ہے تاکجا کش
 انکار باقی ہے مگر بقول ع نہال کہ انداں رائے کرو سازند محفلہا بنو چونکہ مولف مجمع جہل میں فخر اپنی اس تالیف کو بزرگ خودیے مثل تصور
 ملے دین دار سے قابل بغین سہ جانوں کے مانند کہ شیطان کے بہر کانے سے کہ نص کے فریب میں اگر نہ گالی گلوچ مہ تبرک
 سہ پوشیدہ

Baraheen-E-Qatiyah

۶

لاکھوں کروڑوں درود اہل ایمان کی روح پر فطوح پر جس کے فیض تعلیم ہدایت سے ہر زندہ دل اپنے مردگان غمناک کی ارواح کو فاتحہ و درود سے راحت رساں ہو کر دنیا اٹھ لے گا خواہنا اللہ الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا الذین امنوا ربنا انک رؤوف الرحیم

ابعد: اہل اسلام کو اپنی اس حالت نازک پر رونا چاہیے کہ اسلام ایک گل یز مژدہ کی طرح مجموعہ اختلافات بیجا سے اُٹا فانا کہلایا جاتا ہے۔ اور عناد و فساد ایک تند باد شدید ظلمانی کی طرح ہر طرف سے اٹھا چلا آتا ہے نہ زبانیں سچی نہ سینے صاف ہو سکیں مفسد ہزاروں اختلاف کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جس کی شان عالی یہ ہے من اصدق من اللہ حدیث اللہ تعالیٰ سے زیادہ کیا کون کر کے متدح کر کے داؤ چاہتا ہے اور ریس فہم و دانش علم چند جہاں کی تحسین پر اپنے جام میں نہیں سمانا چنانچہ خود تحریر رسالہ گواہ اس دعوے کی ہے لہذا خوب روشن ہو گیا اور مثل آفتاب نیم روز کے واضح ہوا کہ مؤلف اس کا مولوی عبدالمسیح رام پوری ہے جو میرٹھ میں برہمن کا شیخ الہی بخش مرحوم ہوتا ہے کہ اس نے ابتداً کوٹلی سے رسائل جنتین کو جمع کر کے یہ ملکہ و اہمیت ہم پہنچایا اور بلاوجہ خدمت جناب مولانا احمد علی صاحب سہارنوی اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنوی اور مولوی شیخ محمد صاحب تھانوی ۔۔۔۔۔ اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہم یہاں بیضاۃ مزاجہ علم بے فہم کی حاصل کی تھی ان کو بھی مع علماء مقدم و متاخر کے نشان سہا تم طعن و شتم بنایا اس وجہ زیادہ تر موجب ملال تعجب ہوا چونکہ جہاں مضامین اس کتاب پر ناز کرتے ہیں اور خود مؤلف بھی اس تار عنکبوت کو حصن حصین تصور کرتا ہے اس کی حقیقت جہل کرکشت کو ضروری جانتا کہ مؤلف کو مبلغ اپنے علم و فہم کا واضح ہوجاے اور ہر ناظر پر کیفیت مؤلف کی اور استعداد و لیاقت اس کی ہر بڑا ہو جاے۔ اور اس پر انوار الساطعہ کا نام ابراہیم اہلین الغا

..... علی ظاہر الانوار الساطعہ بدکھا گیا اور اس میں لفظ مؤلف سے مراد مولوی عبدالمسیح رام پوری ہو گئے گا اور بحیثیت وہ عالم کہ جس کے جواب پر مؤلف نے بحث شروع کی ہے اور اس جواب میں مقاصد مضامین اس رسالہ کا ابطال اور حاصل مراد مؤلف کا قلع کیا گیا ہے اور اس کے الفاظ و عبارت کی غلط اور معقوات و خرافات کا جواب اور سب طعن کا انتقام اور جملہ جملہ کا افساد و ابطال بسبب خوف و طوالت کے ترک کیا گیا ہے۔ الاما تبارک تعالیٰ پس بغور ملاحظہ طلب ہے کہ مؤلف کے جملہ مطالب کو نیت و نابود اور جمیع قباہ و مفساد کو باختصار تمام معائن و مشہور ماؤنہ تعالیٰ کر دیا گیا ہے کہ مقوی فہم والا بھی اس تالیف و مؤلف کی قدر پر مطلع ہو جائے گا۔ واللہ ولی التوفیق و علیہ الاعتقاد و بیدہ ازمتہ الحق و تحقیق۔ قولہ کہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ الخ اقول۔ مسئلہ خلف و عید قدما میں مختلف فیہ ہے امکان کذب کا مسئلہ جواب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید یا جائز ہے کہ نہیں چنانچہ دو مختار میں ہے ہن یجوز الخلف فی الوعد قطا ہا فی المواقف والقاصدان الاستماعۃ قائلون یجوزہ لانتہ لا یبعد فقصابی جودا و کما الخ خلف و عید جائز ہے کہ نہیں ظاہر توبہ ہے اشاعرہ اس کے قائل ہیں۔۔۔۔۔ اس وجہ سے کہ وہ اس کو نقص نہیں شمار کرتے بلکہ بخشش اور کرم تصور کرتے ہیں، ایسا ہی دیگر کتب میں لکھا ہے پس اس طعن کو نامؤلف کا پہلے مشایخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے ہاں حق تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مثل پیدا کرنے پر قادر نہ ہونا آج تک کسی اہل علم نے نہ کیا تھا جیسا کہ اس شیعہ دہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مقرر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیء قدیر کی خلاف عقیدہ ٹھہرایا اس پر مؤلف کو افسوس اور عبرت نہ ہوئی پس یہ باجزالائق دید ہے کہ تمام امت کے خلاف حق تعالیٰ کے عجز پر عقیدہ ٹھہرا لے اختلاف کی آندھی سے اہل بدعت سے گالی گلوچ کے یزوں کا نشانہ سمجھ کر جاہل رہے مڑی کا جال سے مضبوط قلعہ کے ظاہر سے عقلم

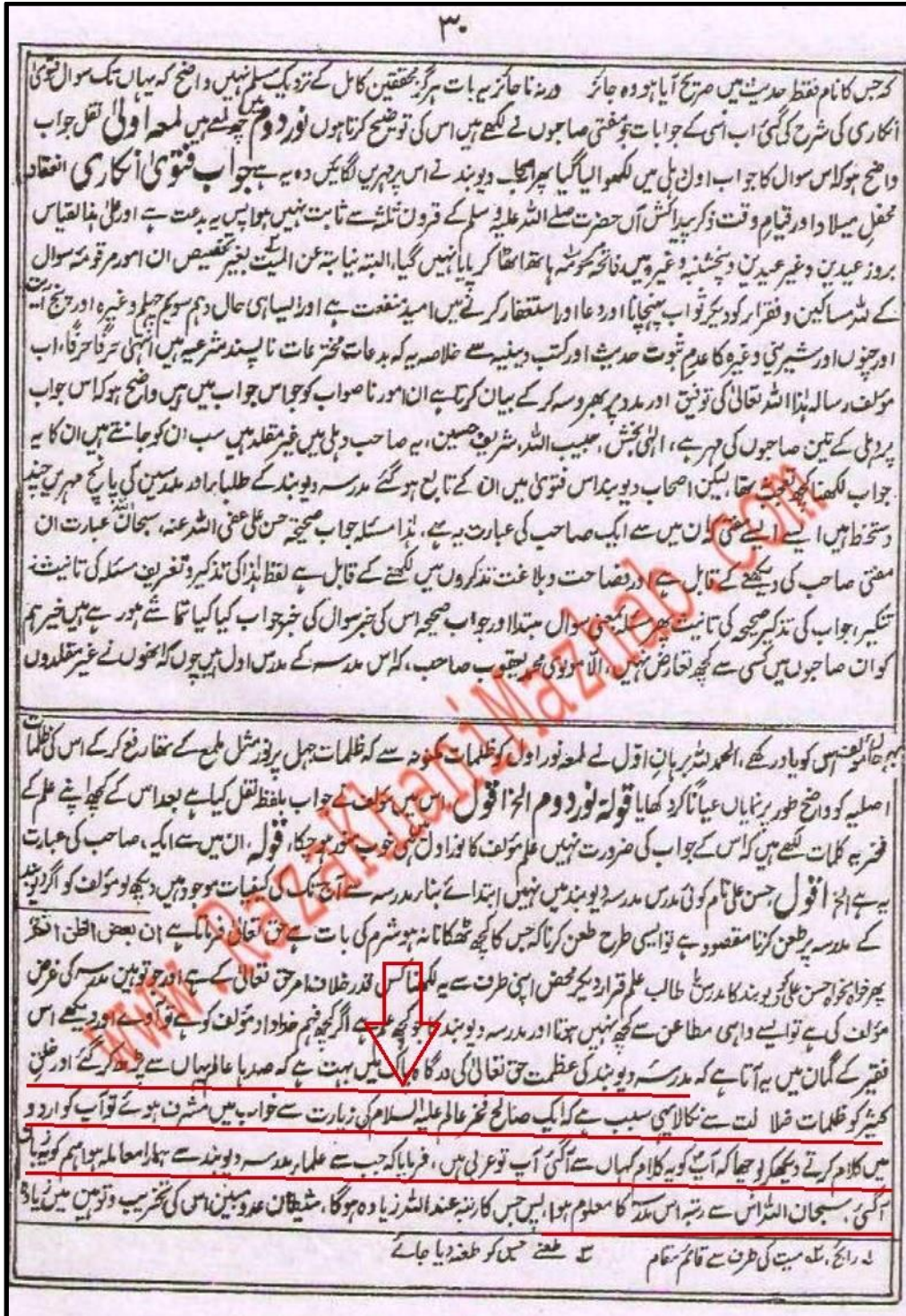
۹۰ واضح ستلہ تیرہویں صدی ال اقرار کرنے والے

***BLASPHEMIES OF KHALEEL
AHMED SAHARANPURI IN
HIS BOOK
“BARAHEEN-E-QATIYAH”***

Baraheen-E-Qatiyah

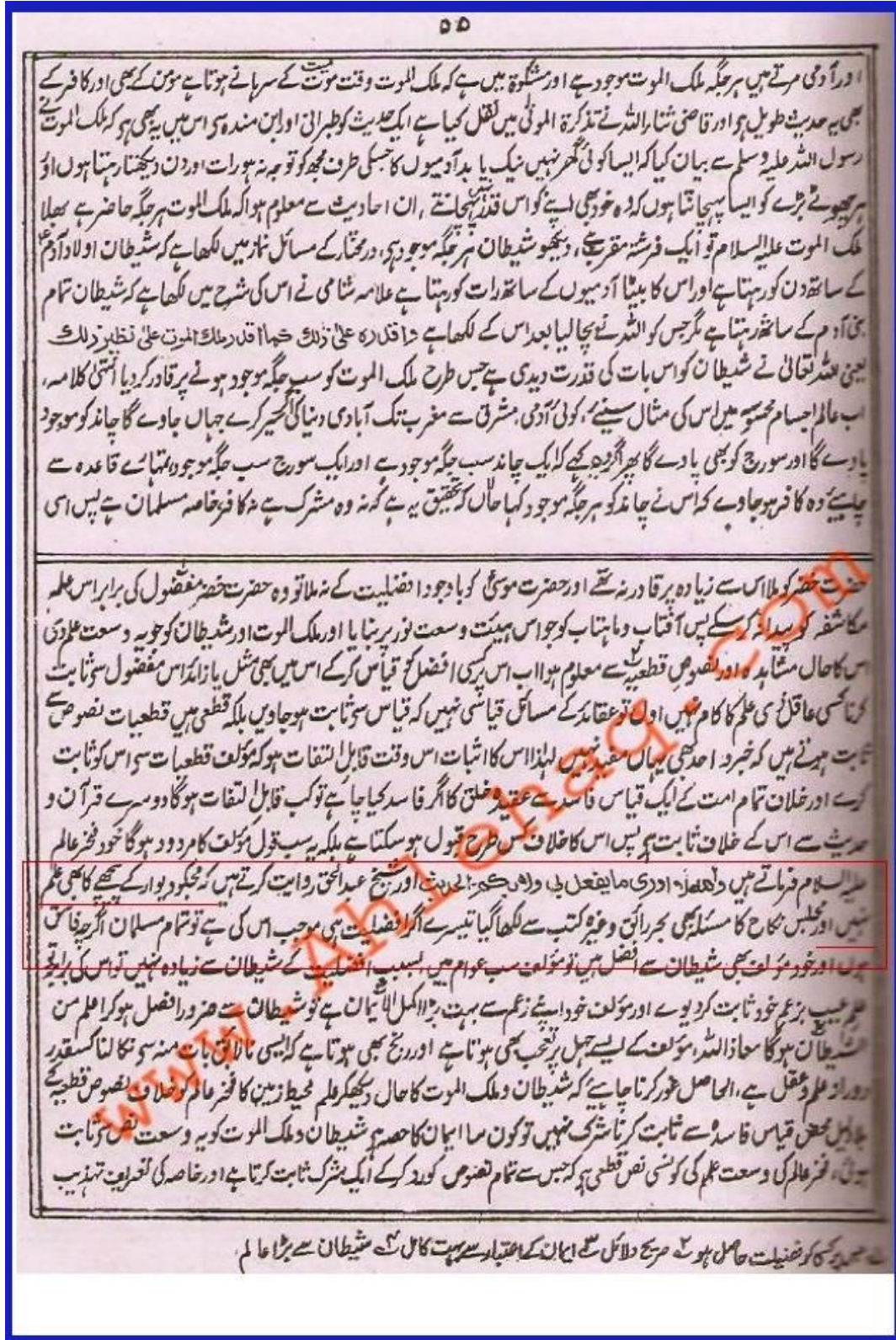
There are number of controversial statements and blasphemies in this book. Here I am submitting only 3 for your information and further research works.

Point No. 1 – Our beloved prophet ﷺ learn urdu language from the ulama of deoband (Maaz'allah).




Baraheen-E-Qatiyah

Point No. 2 – Our beloved prophet ﷺ does not know what is behind the wall (Maazallah).

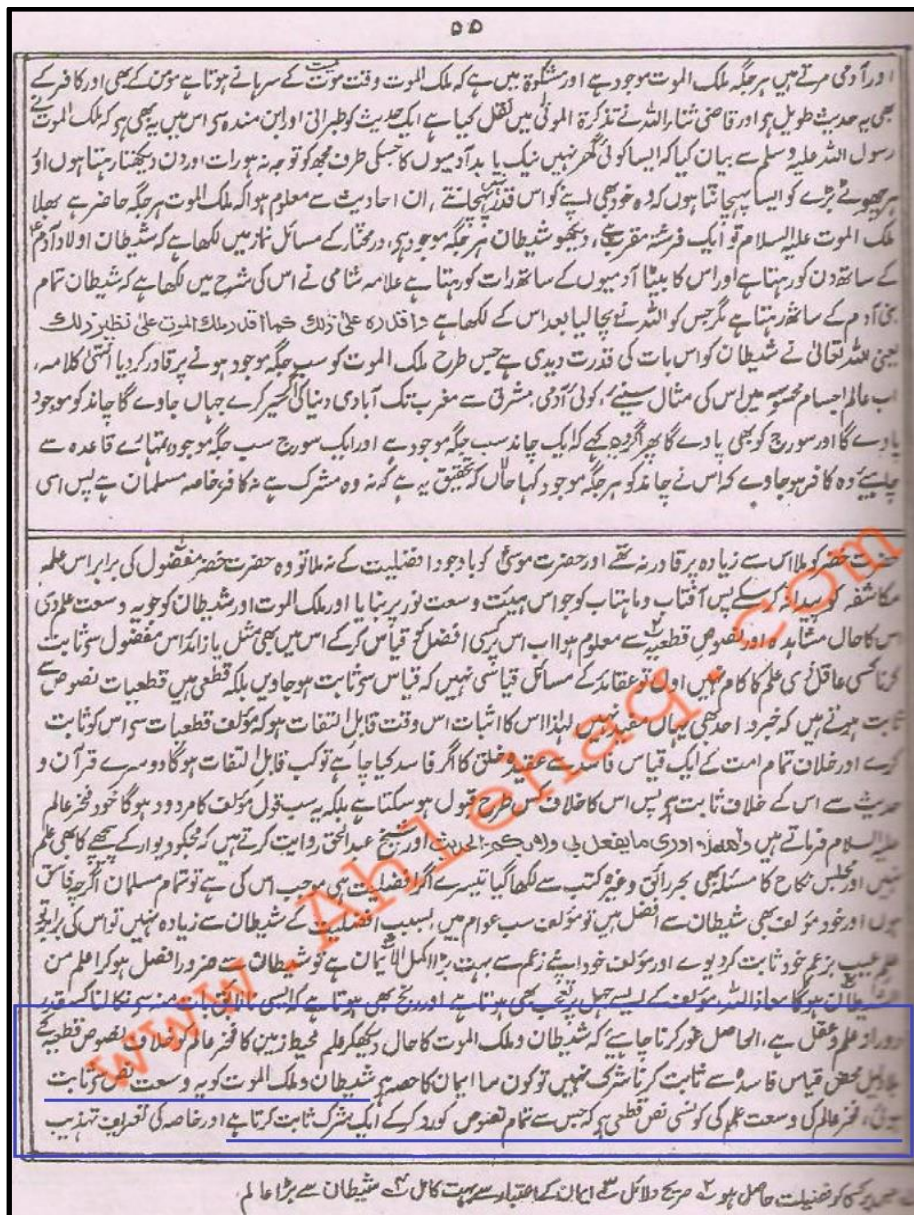


Baraheen-E-Qatiyah

Point No. 3 - Satan more knowledgeable than RasulAllah (Maaz'allah).

“The end result: One should ponder that by looking at the state of shaytan and the angel of death, and proving [similar] knowledge that encompasses the earth to the Pride of the world  without any documentary evidence and merely by wrong analogy – if this is not polytheism, then which part of belief is this?”

Because such extensive [knowledge] for the angel of death and shaytan is proved from absolute evidence [nusus-e-qati'iyah]. Where is any such absolute evidence to prove the extensiveness of the knowledge of the Pride of the world **عِزِّ الدُّنْيَا** which refutes all absolute documents in order to prove one polytheistic belief?"



نظراتی اور اعتقادی مفاہمت کی تاریخی روینداد
(المستشرق)

تَقْدِيسُ الْوَكِيلِ

عَنْ
تَوْهَيْنِ الرَّشِيدِ وَالْخَلِيلِ

مُتَبَيَّنٌ

حضرت مولانا مولوی ابوعبد الرحمن غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ

مُؤَلَّفٌ

شیخ الشیخ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ اچا پڑاں شریف

مُصَدِّقٌ

شیخ العرب وجم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

بِرِشْحَانِ التَّقْدِيسِ

زیادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے

ناشر
خوری کتب خانہ

بالمقابل دیوے اسٹیشن لاہور

“Taqdeesul Wakeel An Tauheen Al Rasheed Wa Khaleel”

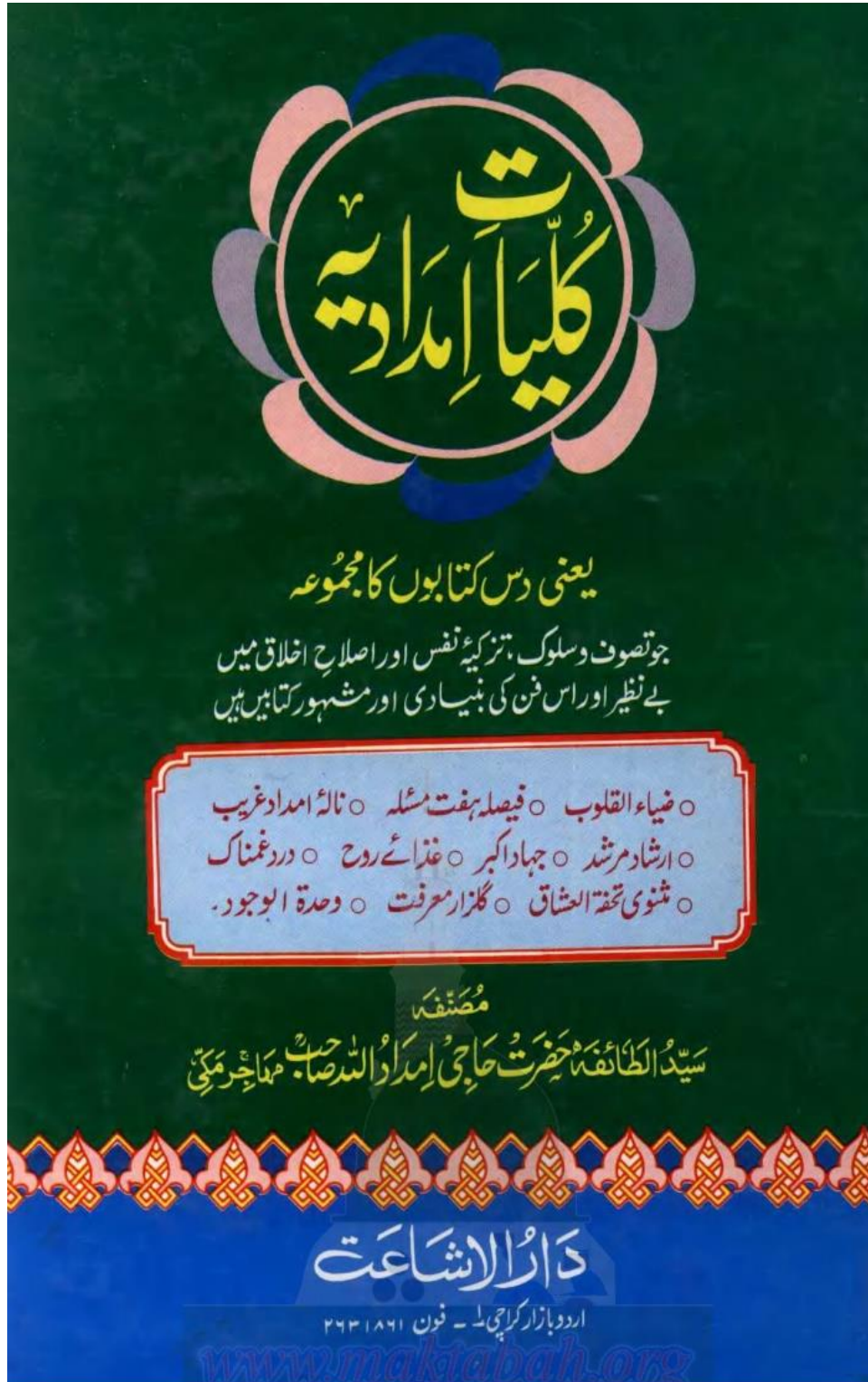
۱

سے بعض حضرات حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ان مسائل سے اختلاف کیا۔ جوہنی مکتب فکر میں مسلم حیثیت رکھتے تھے۔ ان مسائل پر ان سے پہلے ابن تیمیہ، قاضی شوکانی، محمد بن عبد الوہاب نجدی اور پھر اسماعیل صاحب دہلوی اپنی تحسیروں میں اعتراضات کر چکے تھے۔ ان لوگوں نے ان حضرات اختلاف کی تحریروں سے متاثر ہو کر برصغیر پاک و ہند کے سواد اعظم کے معتقادات کو غلط قرار دیت شروع کر دیا تو علمائے ربانی نے ان کی تحریروں کا نوٹس لیا۔ مگر جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں علمائے اہلسنت پر جو مصائب ٹوٹے ان سے ان بدعتیہ علماء کے حوصلے بلند ہو گئے اور ان کی یہ حرکتیں باقاعدہ ایک فتنہ کی شکل اختیار کر گئیں۔ بعض صلح جو حضرات نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی قدس سرہ سے رجوع کیا اور ان کی رائے لی۔ تو آپ نے فیصد ہفت مسئلہ کی صورت میں ان لوگوں کو سبھانے کی کوشش کی۔ مگر بات سلجھنے کی بجائے بگڑتی چلی گئی۔ مولانا عبد السمیع بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی میں ان لوگوں کے ایک اشتہار کا سخت نوٹس لیا اور ایک کتاب المسمیٰ بر ”انوار ساطعہ“ لکھی۔ جس کے رد میں مولوی خلیل احمد انیسوی (جوان دوزاں بہادر لپو) میں مدرس تھے، نے ”برابین قاطعہ“ لکھ دی۔ اس کتاب میں وہ علمائے اہلسنت پر خوب برسے۔ اس کتاب کو مولوی رشید احمد گیسوگی کی تائید حاصل تھی۔

مولوی خلیل احمد انیسوی حضرت مولانا غلام دستگیر قسوری کے مخلص احباب میں سے تھے اور علمائے اہلسنت کی ان تمام تحریروں پر تائیدی اور تصدیقی مہر ثبت کرتے تھے۔ جو اعتقادی مسائل پر سامنے آئیں۔ ”ابحاث فرید کوٹ“ میں، مولوی خلیل احمد صاحب ان تمام اعتقادی مسائل کو تصدیقی مہر دے کر مزین فرما چکے تھے۔ جو علمائے اہلسنت کے اعتقادی نظریات پر مبنی تھے۔ برابین قاطعہ کی تحریر سے مولانا

Kulliyat-E-Imdadullah

Kindly read complete “Faisla Hafa Mas’ala” inside this book to get a conclusion of haji sahab. You can also find why this epistle was written and what was the situation during that time?



Kulliyat-E-Imdadullah (Faisa Haft Mas'ala)

وَتَعَزُّمَنْ تَشَاءُ وَتُزِلْ مَنْ تَشَاءُ ط

کتابت امداد

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

۱۔ ضیاء القلوب	۲۔ فیصلہ ہفت مسئلہ	۳۔ نالہ امداد غریب
۴۔ ارشاد مرشد	۵۔ جہاد اکبر	۶۔ مثنوی تحفۃ العشاق
۷۔ غذائے سادہ	۸۔ درہ غمناک	۹۔ گلزار معرفت
۱۰۔ وحدۃ الوجود		

جو تصوف و سلوک تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں۔

مُصَنَّفَةٌ

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

ناشر

دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

Kulliyat-E-Imdadullah (Faisa Haft Mas'ala)

فیصلہ ہیفت مسئلہ

کلیات اہل بیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ نجدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن
سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہدان لا آلہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ ونشہدان سیدنا ومولانا محمد عبدہ ورسولہ۔

اما بعد فقیر انداد اللہ الحنفی الجشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے
رابطہ و تعلق رکھتے ہیں عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات
دینی و دنی اور نا اتفاقی موجب مضرت دینی و دنی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا
اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور
عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً
مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر
کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید
قوی ہے کہ یہ نزاع وجدال رفع ہو جائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین
کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ
سے اول تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے
امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اولاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول ناپ
پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل وقال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علی ترتیب بیان
میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے
اس کے بعد علی ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل درآمد مناسب ہے لکھ دیا۔
حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو
قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرما دیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں
کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

وَاللّٰهُ وَلى التَّوْفِیْقِ

Kulliyat-E-Imdadullah (Faisa Haft Mas'ala)

فصل ہفت مسئلہ

کلیات امداد

۴۸

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقلیدات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل بدعتہ ضلالتہ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے لکما یطہر من التناہل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا مالئ منہ فہو رد الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر یہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے بارہ ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل مولید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشیاں پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قرب مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا خجور شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کر نیے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اسس توقف کی موجدان اعمال کا تجربہ یا کشف و الہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولود کو ہیئت کذا نیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کو قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

Conclusion:

- 1) Abdul Samee Rampuri Rahmathullah Alaihi was a khalifa of haji sahab and he was not a barelvi.
- 2) This is a universal lie of Ilyas Ghumman Sahab which is exposed now in the light of historical books.
- 3) It is the turn of deobandis to prove he was a barelvi.
- 4) Issues discussed here related to meelad o fateha was not between deoband and barelvi but among the disciples of haji sahab itself and for that we have produced sufficient references which no one can deny.
- 5) May allah curse upon the liars.
- 6) Those who want to know the subject of meelad, fateha, urs etc can go through the referred books for details. This booklet is just to expose lie of Ilyas Ghumman Sahab.

References:

- 1) “Firqa Barelviat Pak O Hind Ka Teheqeeqi Jaiza” by Ilyas Ghumman.
- 2) “Anwar E Satiyah” by Abdul Samee Rampuri.
- 3) “Baraheen-E-Qatiah” by Khaleel Ahmed Ambethwi.
- 4) “Kulliyat-E-Imdadia” by Haji Imdadullah Muhajir Makki.
- 5) “Faisa Haft Mas’ala” by Haji Imdadullah Muhajir Makki.
- 6) “Haji Imdadullah Aur Unkey Khulafa” by Fuyoon Rahman.
- 7) “Imdadul Mushtaq” by Ashraf Ali Thanvi.
- 8) “Nawadir Imdadia” by Nisar Ahmed Farooqi.
- 9) “Noor-E-Emaan” by Abdul Samee Rampuri.
- 10) Sunni-Deobandi timeline by Ridawi press UK.
- 11) “Taqdeesul Wakeel An Tauheen Al Rasheed Wa Khaleel” by Ghulam Dastageer Qusoori.

Feedback:

Please kindly send your feedback and valuable suggestion to my email for any mistakes and improvements.

Name: Kabeer Ahmed Shaik

Email: gulamnawaz@yahoo.co.in

Whatsapp: +971544 230155